رجسٹرڈ ایل نمبر

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

اِنِّیْ اٰوِی الْقَرْیَہ

# الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہ بادر قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ
(۱) عوام سے صہ - (۲) خواص و مساونین سے عـہ
(۳) ہندوستان سے باہر سے - (۴) غیر مذاہب والوں سے ۱۲
(۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عا / ۱۲

نمبر ۳ | دارالامان قادیان ۲۴ - جنوری ۱۹۰۵ء مطابق سہ شنبہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ المقدس | جلد ۹


## فہرست مضامین


۱- الفرقان صفحہ اول
۲- ایک خط "
۳- ملفوظات احمدیہ ۲ و ۳ و ۴ صفحہ
۴- ایک مبارک بُدھ کا خط - ۴ صفحہ
۵- مذہبی دنیا پر سرسری نظر ۵ و ۶ صفحہ
۶- جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں - ۶ صفحہ
۷- اسلامی دنیا صفحہ ۶
۸- عدالت اپیل کا فیصلہ ۷ و ۸ صفحہ
۹- دارالامان کا ہفتہ اور متفرق مضامین صفحہ ۸
۱۰- حکیم الامۃ کا وعظ سیالکوٹ میں صفحہ ۹-۱۱
۱۱- ہندوستان میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ صفحہ ۱۲
۱۲- اشتہارات - ۱۳-۱۴


## الفرقان
### یا
## معیار الصادقین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے موجودہ مقدمات کا انجام بخیر خاتمہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کھلی کھلی تائید اور نصرت کا ثبوت اہل دنیا کے سامنے پیش ہو چکا ہے۔ الحکم کی گزشتہ اشاعت میں مقدمات کے انجام پر حضرت مخدوم الملت کا ایک حقائق سے بھرا ہوا مضمون میں شائع کر چکا ہوں مضمون مذکور کے آخر میں میرے محسن و مخدوم نے جن الفاظ میں میری قدر دانی فرمائی ہے کچھ شک نہیں کہ میرے لئے فخر و ناز ہیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ اسے پڑھ لینے کے بعد میں پہلے سے زیادہ اپنے آپکو ذمہ دار سمجھتا ہوں۔ خدا کرے کہ میں اپنے مخدوم کے حسن ظن کا صحیح مصداق ثابت ہو جاؤں۔ مقدمات کے متعلق جس مضمون کو میں نے لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اسے میں نے شروع کر دیا ہے۔ اور میں نے پسند کیا ہے کہ گو وہ اخبار میں بھی شائع ہو گا لیکن وہ کتابی صورت میں شائع ہو۔ میرا انشاء اللہ العزیز اس مضمون کو جس کا نام میں نے سرِدست مندرجہ عنوان تجویز کیا ہے) اگلی اشاعت سے شروع کرونگا اور کتابی شکل پر ہر دوسرے ہفتہ میں آٹھ صفحے شائع کرونگا۔ اس سال میرا جہانتک مولیٰ کریم نے مجھے سمجھ دی ہے اور اس نشان کے مختلف پہلوؤں پر مجھے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے میں نے جس چیز کو بحث کرنیکا ارادہ ہے۔ اگر مولیٰ کریم نے ذرہ نوازی

## ایک خط

آج منشی محمد حسین مسافر کا ایک خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے جناب خان بہادر محمد ابراہیم خان صاحب ساکن مردان کے ایک ہیں صفحہ رسالہ کے جواب میں لکھا تھا یہ رسالہ دفتر الحکم میں بھی آیا تھا مگر افسوس کہ عدیم الفرصتی کی وجہ سے کوئی جواب نہیں لکھا جا سکا فی الحال اسی خط پر اکتفا کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

جناب خانصاحب السلام علیکم و رحمۃ و برکاتہ - کل کی ڈاک میں آپ کی طرف سے ایک ۲۰ صفحہ کا رسالہ پہونچا تھا اور بیرنگ تھا یاد آوری کا تہِ دل سے شکر ہوں مگر افسوس کہ رسالہ کے نفس مضمون سے میں اتفاق نہیں کر سکتا۔ آپ کی تحریر سے پایا جاتا ہے کہ آپ نے قرآن کریم کو کامل طور پر نہیں پڑھا اور نہ اتنی جلد نکرتے رسالہ کے صفحہ ۲ پر تحریر ہے کہ رفع ہی ایک لفظ ہے جو قابل غور اور زیر بحث ہے اور رسالہ میں آپنے اس مضمون کو بھی اختیار کیا ہے کہ سوائے مسیح کے کسی دوسرے کے حق میں رفع کا لفظ نہیں آیا گویا اس سے آپ نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام واقعی آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اسی استدلال سے آپ نے رفع کا ترجمہ بھی فارسی زبان میں برداشت کیا ہو۔ ابھی میں بھی آپکے رفع کا ترجمہ برداشت کے مقابلہ میں گلستان کی یہ حکایت ۔ کے خردمند بیشتر دا عاقل برد و گفت کہ فلان دشمن تراخدا عزوجل برداشت گوئی شنیدی کہ ایں مہم تمام اسکا منتظر ہوں۔ خدا جانے آپکے توفیق

کی بحث کو یوں نظر انداز کر دیا ہے۔ اگر قرآنی نظم و نسق کو دیکھا جائے تو توفی کی بحث پہلے ہونی چاہئے تھی پھر کہ اس لفظ کو اگر آپ غور سے پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت رفع کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے اصل میں بات یہ ہے کہ حضرت مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے جسکو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں اب یہود جو اصلیت اور حقیقت سے بالکل ناواقف تھے اس نرالی پیدائش کو جو امر امکان مقتضیا کے ماتحت واقع ہوئی تھی دیکھ کر ایک شور عظیم برپا کر دیا۔ کہ ایسی پیدائش رکھنے والا نبوت اور رفع الی اللہ کا مستحق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور انہوں نے اپنے اس اعتراض کو زیادہ تقویت دینے کے لئے در پردہ یہ بھی مکر کیا کہ اس مدعی رسالت کو صلیبی موت سے مار دینا چاہئے۔ چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دعوے نبوت میں بالکل سچے اور من جانب اللہ تھے اسلئے انہوں نے بذریعہ وحی یہود کے منصوبے بد سے مطلع ہو کر نہایت عاجزی سے دعا کی کہ اے میرے خدا مجھے یہودیوں کی تجویز کردہ موت سے بچا لینا۔

یہ ایک ایسے دردناک واقعہ کا ذکر اور وقت کی دعا ہے کہ جس میں خدا نے قدیر نے اس مضطربانہ دعا کو منظور کر کے نہایت ہی خوش کن الفاظ میں تسلی دی کہ اے عیسیٰ میں ہی تجھے مارنے والا ہوں یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ یہودیوں کی تجویز کردہ موت تجھ پر وارد ہو سکے بلکہ تو

اپنی طبعی اور عزت کی موت سے مرے گا اور اس کا وارد کرنے والا میں ہی ہوں جو اپنے وارد کے بعد تجھے میری ہی طرف اٹھالیگی۔

دیگر آپ کی یہ دلیل کہ رفع کا لفظ دوسرے کسی کی نسبت نہیں آیا۔ یہ بھی قلت تدبر اور تفکر پر ایک بین دلیل ہے باوجودیکہ سورۃ مریم آیت ورفعناہ مکانا علیا میں حضرت ادریس کا رفع صاف طور پر مذکور ہے ہمارے نزدیک تو یہاں بھی ترقی درجات اور محل کرامت ہی سے مراد ہے ہاں اگر آپ حضرت ادریس کو بھی آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ زندہ سمجھتے ہیں تو ان کے نزول سے ضرور اطلاع دیں کہ وہ کہاں اور کس غرض سے نازل ہوں گے اب بھی اگر ذرا اطمینان کی ضرورت ہو تو سورہ فاطر جس میں ہر ایک نیک عمل کرنے والے کا اٹھایا جانا بیان کیا گیا ہے پڑھ کر اپنی تسلی کر لیں اور سورہ الم نشرح کی آیت ورفعنا لک ذکرک تو اس معاملہ کو اور بھی صاف کرتی ہے بشرطیکہ آپ متقی ہوں۔

آخری نوٹ:- کیونکہ یہ خط و کتابت طویل ہے اسلئے اسکا تمام و کمال درج کرنا ناممکن ہے وجہ یہ کہ راقم عدیم الفرصت ہے یہاں اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ خانصاحب نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا اور سعدی کے مستند محاورہ برداشت کے متعلق کچھ بھی نہ لکھا - راقم خاکسار محمد حسین مسافر از

ہم نرالی اپیل مجھے امید ہے کیونکہ اس مضمون کی اشاعت سے میرا مقصد اسی کی عظمت و جلال کا اظہار اور اسکے برگزیدہ رسول کی جلالت شان کا بیان ہے) تو کیا عجب کہ یہ رسالہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد کے ازدیاد ایمان اور دوسرے لوگوں

(اسنے کی عزورۃ ہوتی ہے) وہ اس ہستی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ بڑا علیم اور قادر ہے - اگر کوئی شخص اسپر اعتراض بھی کردے تو میں بہت اسا ثبوت دیتا ہوں - اور وہ یہ ہے کہ - میرے ایک بڑے مہربان نے مجھپر سوال کیا کہ قرآن کریم میں آیا ہے کہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس الآیۃ - یعنی کعبہ ہم نے ایک عزۃ کا گھر بنایا ہے - وہاں لوگ حج کو جاتے اور قربانیاں کرتے وغیرہ - یہہ اس لئے کہ خدا ہے - اور قادر ہے - اور علیم ہے - کیا یہہ دلیل مکہ کے وجود سے ثابت ہوجاتی ہے - اگر کوئی شخص کہدے کہ دو ہزار برس تک یہہ جیت ایسا ہی قائم اور معظر رہے گا - کیا کوئی عالم یہ دعوی کر سکتا ہے ہرگز نہیں - پہر خدا کہتا ہے کہ ہم نے اس مسجد کو عزۃ والا بنا دیا ہے - دنیا کی ہزاروں سلطنتیں پلٹ جاویں دنیا اولٹ پلٹ ہو جاوے - اور یہ سب کچھ ممکنات میں سے ہے پر ایسے جنگل وبیابان میں ایک کوٹھہ ہے - اور اوس کے لئے دعوی کیا جاتا ہے اور دنیا میں شور مچا دیا کہ اسکو مٹا کر تو دکھلاؤ - پہر اسکو کوئی مٹا نہ سکیگا - پہر یہ بات کیسی پوری ہوئی یہہ اسلئے کہ تمہیں پتہ لگ جاوے کہ کوئی خدا کی ذات ہے اور وہ زمین و آسمان کی باتیں جانتا ہے - اور یہ کہ وہ ہر ایک بات کا جاننے والا ہے - اور وہ قادر ہے -

پس جب ایسے علیم وقادر سے محبت ہو تو پہر کیا بات ہے -

متقی کے واسطے اللہ تعالے فرماتا ہے -

۱ واللہ یحب المتقین - اللہ متقی کو پیار کرتا ہے

۲ انما یتقبل اللہ من المتقین -
اللہ قبول کرتا ہے متقی کی بات کو -

۳ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ - متقی کو وہ علم سکھائیں جو تمہیں نہیں آتا -

۴ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب - متقی کو ہر تنگی اور دکھہ سے نکلنے کا راستہ ہم بتادینگے اور اوسکو اتنا رزق دینگے کہ وہ شمار بھی نکر سکیگا - ہم اوسکو تنگ سے تنگ حالت سے فراخی کی راہ بتادیں گے - رزق کی بھی تنگیاں ہوتی ہیں - اسکے سوائے اور کئی قسم کے مشکلات ہوتے - اون سب سے نکالیں گے - اور رزق وہاں سے دیتا ہوں کہ اوسکو خبر بھی نہو -

۵ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا - ہم تمہارے مخالفوں کو اوڑادینگے اور تمہارے لئے راہ نکالینگے - اور دشمن ناکام ہونگے -

میں نے اپنی عمر میں کبھی تنگی نہیں دیکھی پر اوسکی حقیقت کو خوب سمجھتا ہوں -

پس متقی خدا کا محبوب بنتا - علم سیکھتا - تنگی سے نجات پاتا - کامیاب ہوتا اور اسکے دشمن ناکام ہوتے ہیں - رزق لیتا - اس کی باتیں قبول ہوتیں -

اب متقی کی حقیقت اور نتائج کو تم نے سمجھ لیا - اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ تقوی کیا چیز ہے -

پہلی جڑھ تقوی کی خدا پر ایمان لانا ہے -

دوسری جزا و سزا پر ایمان ہے - فرشتوں پر کتابوں پر - انبیاء پر ایمان لانا - ان پانچ جڑھوں کی میں تفسیر کرنا چاہتا ہوں جو دل سے متعلق ہے -

دنیا میں بدی بھی ہوتی ہے جسکا نتیجہ دکھہ - اور نیکی بھی ہوتی جسکا نتیجہ سکھہ ہوتا ہے - اور اسکا کوئی انکار نہیں کر سکتا - بہت سی آہ و فریاد نالہ و زاری - گہر والوں اور ہمسایوں کو بیقرار کردیتی ہیں - جو دکھہ کی وجہ سے ہوتی ہیں - ایک وجودی کو وجع مفاصل کی بیماری ہوئی اور شدید ہوئی تو ایکدن گھبرا کر یہہ شعر کہا ہے

ان کان منزلتی فی الحب عندکم
ما قد لقیت فقد ضیعت ایامی

اسکا مطلب یہ ہے - کہ ہم تو محبت کی ترنگ میں کہتے ہیں کہ تو میں اور میں تو ہوگیا - پر اب معلوم ہوگیا کہ تو اور ہے اور میں اور ہوں - پس ایک ہی چیز سے دکھہ اور سکھہ پہونچے یہہ نہیں ہو سکتا پہر ہر ایک چیز کے اغراض اور اسباب الگ الگ ہوتے ہیں - دکھہ کی جڑھ بدی اور سکھہ کی جڑھ نیکی پر ہوتی ہے - وہ خواہ کسی علم پر موقوف ہو - پر خدا کا ماننا بھی بہت سی بدیوں سے روک دیتا ہے - میں جب کبھی کسی شہر میں جاتا ہوں تو اپنے مذاق کے لوگوں کے پاس جا کر ڈیرہ کرتا ہوں - اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ - گویا - گانے والوں کے مکان پر - اور فقیر تکیہ پر - برہمن ٹھاکر دوارے میں - اور عیاشی منش کنچنیوں میں - اوسکی تلاش کرکے جا ڈیرہ لگاویگا پس انسان جس سے تعلق پیدا کرتا ہے اوسکے پاس رہنا اور بیٹھنا اوسکو مطلوب ہوتا ہے - اوسی کو حسب استطاعت نگین ہوتا ہے - حکام اپنے ہم مذاق حکام کے مکانوں پر جاتے - پس اسی طرح جب انسان کو خدا پر ایمان اور تعلق ہوتا اوس کی ربوبیت - پاک ہستی - رحمانیت - رحیمیت - اور مالکیت پر ایمان ہوتا ہے - اور یہ کہ - کس طرح یہ ربوبیت کا محتاج ہے - اور اوس کے معاملہ کا مطالعہ کرتا ہے تو اسطرف خیال آجاتا ہے کہ میں ایک گندہ اور ناپاک انسان ہوکر کسطرح اوس پاک اور قدوس خدا کے دربار میں منہ دکھلاؤں گا -

جب تک ایک مناسبت انسان میں نہیں ہوتی اوسوقت تک دوسرے سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا - جیسے ہمیں اپنے مذاق کا ہی آدمی پیارا لگتا ہے -

پس تمام نیکیوں کی جڑ - اور حسن حصول - اور خوبیوں کے واسطے عظیم الشان ذریعہ خدا کی شان ہی ہو سکتی ہے - پس ہم کو بدیوں کے ارتکاب سے روکتی پہر تمام بدیوں کی جڑھ تو دل میں ہوتی اور اوسکو جبتک خدا نہ روکے رک نہیں سکتا پس اوسکی ہستی کا اقرار اور اوسپر ایمان اور پہر یہہ یقین کہ اوسکو بدیوں اور بداعمالیوں سے پیار نہیں - گناہ سے بچنے کا عمدہ ذریعہ ہے -

پہر انسان کبھی ایسا ہی بنایا گیا ہے کہ ہتک کو پسند نہیں کرتا - اور ایک آدمی کے سامنے بھی پسند نہیں کرتا - میری کیسی فطرۃ ہے کہ میں نے کہا کہ میری اگر کوئی غلطی ہو تو اوسکی پرواہ نکرو - اور اوس سے درگذر کرو - یہہ اسی لئے کہ میری ہتک نہ ہو - چور چوری کر کے - کیوں انکار کرتا - صرف اس لئے کہ میری ہتک نہ ہو - پہر بہلا ایک گہر والوں کے سامنے ایک شہر والوں کے سامنے - پہر ایک تمام ملک کے لوگوں کے سامنے پہر ساری دنیا کے سامنے پہر تمام اولین و آخرین کے سامنے - ہماری ہتک ہو - اور مقابلہ ہو - یہہ کیسے برداشت ہو سکتا ہے - پس کوئی شخص ایسا ایمان رکھکر کب ایسی ہتک کو پسند کرے گا -

ایک دفعہ میرے ایک دوست نے مجھسے سوال کیا کہ جب ہم دوزخ سے سزا پا کر بہشت میں چلے جاوینگے تو کیا ہرج ہے کہ کچھہ وقت کے لئے اوس عذاب کو برداشت کرلیں - اور پہر بہشت میں چلے جاویں - میں نے اوسکو جواب دیا کہ ہم اسوقت ایک بازار میں چلے جاتے ہیں اور یہاں ہمارا واقف بھی کوئی نہیں - میں تمہیں دو روپیہ نقد دیتا ہوں مجھے سر پر دو جوت لگا لینے دو - تو وہ ڈر گیا کہ یہہ کہیں ایسا کر نہ بیٹھے اور کہا کہ دیکھنا کہیں ایسی حرکت کر نہ بیٹھنا - پس میں نے کہا کہ دیکھو یہاں تم کو دو روپیہ بھی ملتے ہیں اور کوئی ہمارا اتنا سا بھی نہیں ہے - تو تم صرف دو جوت کو پسند نہیں کرتے - پہر کیا وجہ کہ اوس ذلت کو تم ساری دنیا کے سامنے پسند کروگے - پس یہ شہادت تو تمہاری اپنی فطرۃ میں موجود ہے -

ہر ایک بدکار قوم کے اندر ہی ایک ملزم کرنیوالا موجود ہے - شراب - ڈاکو - ٹھگ - چور - کنجر - میں نے دیکھے اور ان لوگوں کو نصیحت کی ہے - وہ اسلئے کہ ہم ان باتوں کو بدی نہیں سمجھتے - میں نے ایک کنجر کو جواب میں کہا کہ کیا تم اپنی بہو سے زنا کرواتے ہو تو اوس نے جواب دیا کہ نہیں پر اسلئے کہ دوسرے کی لڑکی کو خراب نہیں کرنا چاہئے پس جو شخص تمہارے گھر میں بدکاری کے واسطے آیا ہے کیا وہ لڑکی اوس کے واسطے غیر کی نہیں - اسیطرح ٹھگ اور چور ٹھگی اور چوری کو اپنے جتھے میں برا سمجھتے ہیں - میں نے ٹھگوں اور چوروں سے بھی پوچھا ہے کہ تم چند آدمی ملکر ایسا کام کرتے ہو اور مال صرف ایک آدمی کے سپرد کرتے ہو اگر وہ اوس میں سے کچھ نقصان کرے تو پھر جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ ایسا کرے تو وہ کمینہ اور بدذات چور ہے - اور ہماری شرکت کے قابل نہیں - میں نے کہا کیا دوسرے کا مال کہانے والا کمینہ اور بدذات ہوتا ہے تو پھر لا جواب ہوگیا -

پس ہر ایک انسان کے اندر حق کی شناخت اور حق کا داعی موجود ہے - لہذا جزا و سزا کا اعتقاد بھی نیکی پر مائل کرتا ہے -

پس یوم آخرت کے یہی معنے سمجھو کہ بدی کا نتیجہ ضرور بھگتنا پڑیگا - اور پڑتا ہے -

تیسرا ذریعہ نیکی کا محرک ہے - پر افسوس کہ لوگوں نے اس کی قدر نہیں کی اور گری ہے تو کم کی - ہے یاد رہے ایمان نہیں یہہ فرشتوں کا اعتقاد ہے - اور لوگوں نے اسکو ایک معمولی وجود سمجھا ہے -

ہمیں خدا تعالیٰ نے ملائکہ کا اعتقاد جزو ایمان میں کیوں بتلایا - میں تو ان کے اسباب اور نتائج وغیرہ وغیرہ کاموں میں بڑا لگا رہتا ہوں - اور بقدر اپنی طاقت کے ہمیشہ ایسی کاموں میں رہتا ہوں -

ملائکہ پر ایمان جیسے میں نے بتایا ہے کہ شروع وعظ کیا تقوے سے اور پہلے بتادیا یہہ کہ تقوے کے سبب کیا ہیں اسیطرح ہمیں خیال آتا ہے کہ ملائکہ کا ایمان کیا ہے - اور کیوں لوگ کہتے کہ ہم ملائکہ کو نہیں مانتے پر ہم تحقیق کرتے ہیں کہ اون سے محبت کسطرح بڑھائی جاوے بہت لوگ اسطرف بھی جھکے ہیں کہ ملائکہ کوئی نہیں - چنانچہ آریہ - دیوتا کے معنے کرتے ہیں کہ معمولی انسان فضیلت والا پر اگر ایسی بات ہوتی تو اسپر ایمان لانے کی کیا ضرورت تھی میرا تو حق الیقین ہے کہ ملائکہ کا ایمان نیکی کی جڑھ ہے - اس کی دلیل یہہ ہے کہ جب ہم

بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں (دنیا ماتحت ہے کوئی بھی کام دنیا میں بے سبب کے نہیں ہوتا۔ مثلاً ہم ایک بچہ کی بازی چھپالیں تو وہ ہم سے طلب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بے سبب یہ غایب نہیں ہوئی۔ کوئی نہیں مانے گا کہ میں نہیں بولتا دیوار سے آواز آرہی ہے۔) تو بعض دفعہ مثلاً ایک نیکی کا خیال آجاتا ہے۔ یا عین بدکاری میں ایک نیکی کا خیال آجاتا ہے۔ بعض دفعہ نماز پڑھتے ہوئے اسکے دل میں ریا آجاتا ہے۔

میں نے ایک دفعہ صبح کی نماز گھر میں پڑھی۔ تو بہت مختصر کردی۔ اور ایک دفعہ پھر مسجد میں صبح کی جماعت کرانے لگا تو لمبی قرات شروع کردی۔ سو دل میں خیال آیا کہ تو نے گھر میں جہاں لمبی قرات چاہئے تھی چھوٹی کی۔ اور مسجد میں جہاں چھوٹی قرات چاہئے تھی لمبی شروع کردی ہے۔ پس غور کرکر کیا یہہ ایمان کا مقتضاء ہے۔ جھٹ سلام پھیر کر راستہ لیا۔ کسی نے سمجھا جنبی تھا۔ کسی نے کچھ خیال کیا اور کسی نے کچھ۔

پس انسان کو بیٹھے بیٹھے کبھی نیک اور کبھی بد ارادے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہہ کیوں ہوتے ہیں۔ جبکہ کوئی کام بدون اسباب اور علل کے نہیں ہوتا۔ تو نیک اور بد ارادے کی تحریک کیوں ہوئی۔ اس محرک کو ہماری شریعت میں فرشتہ کہتے ہیں۔ ہم اسی پر قناعت کرتے اور نیکی کے محرک کا نام فرشتہ رکھتے ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملائکہ و شیاطین کو ہر وقت انسان کے دل سے تعلق رہتا ہے۔ اور موقعہ پر تحریکیں کرتے ہیں۔ اگر وہ تحریک نیکی کی ہے تو فرشتہ کی طرف سے ہے اور تدریج پھر وہ تحریک ہوتی اور بڑھتی جاتی ہے اور وہ انسان اُس میں لگ پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ اوس کے ملائکہ اور شیاطین میں جنگ ہو پڑتی اور ملائکہ جیت جاتے اور پھر وہ شخص فرشتوں سے مصافحہ کرلیتا ہے۔ ایسکے متعلق قرآن کریم میں فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا۔ تتنزل علیہم الملائکۃ الآیۃ۔

پس ایسے لوگوں پر پھر ملائکہ نازل ہوتے اور خدا کہتا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مت غم کھاؤ پس اس طرح ملائکہ کا ماننا بھی نیکی سکھاتا اور بدی سے روکتا ہے۔

چہارم۔ پاک اور مقدس کتابیں بھی۔ ایمان لانے سے ایسی ہی تحریک کرتی ہیں۔

مصنف کے خیالات کا اثر پڑھنے والے پر پڑتا ہے مثلاً مثنوی میر حسن کے اثر سے ہزاروں عورتیں اور مرد ہندوستان میں بدکار ہو گئے۔ یہہ بات بہت مصنفین نے صاف لفظوں میں لکھی ہے۔

اب ہم یہہ مشاہدہ دیکھتے ہیں کہ ناول۔ فسانہ عشق وحسن کے قصے پڑھنے والوں کو دیکھو کہ اون کا نتیجہ نیک اٹھایا یا بد۔ بہت کتابیں بازاروں میں پڑی ہوئی ہونگی اور تمہارے لوگ پڑھتے ہوں گے اون کا مطالعہ کرکے دیکھ لو کہ اون کے نتائج کیا نکلے ہیں۔

میں نے ایک دفعہ راگ کے مسئلہ پر خیال کیا تو خیال آیا کہ گیت گانے والوں نے اس سے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔ اور گیت گانے والے کون لوگ ہیں۔ کنجر بھڑوے۔ راس دھارئے۔ مراسی۔ ڈوم۔ پھر قوال۔ ذرہ غور کرو۔ اون میں زیادہ قدر لوگ قوالوں کی کرتے ہیں۔ مگر بندہ تو خیال چاہئے۔ وہ تو صرف قوال ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ قرآن کو اور اشعار کو سُریلی آوازوں سے پڑھنے والوں کے اعمال پر غور کرو وہ اون کے اقوال کے مطابق ہی نہیں ہوتے پس ملائکہ کے ایمان کے بعد مقدس لوگوں کی کتابیں پڑھنے سے بہت فائدے ہوتے ہیں۔ پھر خدا اور انبیا کی کتابیں۔ پنجم پاک لوگوں کی صحبت اور پاک نمونوں سے انسان نیک بنتا ہے۔ اور انبیاء اور اون کی کتابوں پر ایمان لانے سے ہم نیک نمونے دیکھتے ہیں۔

یہہ جڑہیں ہیں تقوے کی۔

اب ان جڑہوں کے پھل اور نتائج کیا ہیں۔

گر جان طلبی مضایقہ نیست + ور زر طلبی سخن درین است

ابھی اگر چندہ کا سوال کریں تو مجلس میں برہم ہوجاوے میں چندہ کی درخواست ہرگز نہیں کرتا۔ پر وہ لوگ جو ان جڑہوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی۔ الآیۃ ہوتے ہیں۔ اللہ کی محبت اور اللہ کی مخلوق پر محبت کرنے کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ یہہ اون میں تقوے کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور وہ شخص دنیا کہاں ہے۔ تم لوگ میرے رشتہ داروں سے واقف نہیں میرے حالات جوانی سے واقف نہیں۔ پر میرے رشتہ دار خوب واقف ہیں۔ اسلئے خدا نے حکم دیا ہے کہ مال سے رشتہ داروں کی خبر لو۔ جب انسان دیکھتا ہے۔ فلاں میرے رشتہ دار نے میرے بچہ کو مارا تھا فلاں نے مجھے گالی دی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو اوسکا دل ایسے رشتہ داروں کو چیز دینے سے تنفر کرتا ہے۔ پھر خدا کے حکم کے سامنے ان باتوں کی پرواہ نہ کرکے اوس کی پرورش کرتا ہے یہہ اوس تقوی کا نتیجہ ہے۔ پھر اموال کے خرچ کرنے میں انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یہاں سے مجھے بہت کچھ عوض میں ملیگا۔ مجھے یہہ عزت ملیگی اور خدا فرماتا ہے کہ قرابت کے بعد مال یتیموں کو دو کیونکہ یتیم سے تو بدلے کی امید نہیں اور یہہ مظہر بنتا ہے تقوی کا۔ پھر تیسری ایک اور جگہ مال کے خرچ کرنے کی۔ ایک شخص درزی ہے۔ اور اوس کے پاس سوئی دہاگہ۔ اور قینچی نہیں۔ وہ مسکین کی حالت میں ہے۔ کام نہیں کرسکتا۔ جبتک اوس کے پاس سامان نہ ہو پس سامان بنوا دینا مسکین کی خبر گیری ہے۔

پھر چوتھے مسافروں کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ اور ہم ان مشکلات سے خوب واقف ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اونہیں سیلانے کی حقیقت کو بھی نہیں جانتے۔ پس مسافر نوازی بھی تقوی کی راہ ہے پانچ ہی اصول تقوی کے بتلائے ہیں اور پانچ ہی ظاہر نتائج تقوی کے بتلائے ہیں۔

پھر سائل پر عجیب حالت ہے۔ ایک شخص سوال کرتا۔ دوسرا اوسکو کچھ دیتا تو نہیں پر کہتا کہ اس کے پاس تو ہزاروں روپیہ ہیں۔ پر یہ خیال نہیں کرتا کہ ہر ایک شخص کو دنیا میں کسی نہ کسی موقع پر ضرور سوال کی ضرورت پڑتی ہے۔

سید عبد القادر جیلانی کہتے ہیں کہ جب سوالی آوے تو چار باتوں پر خیال کرلیا کرو۔ کبھی تو مسئول کی جیب واقعی خالی ہے اور دے نہیں سکتا۔ کبھی جیب تو پر ہوتی پر بخل کی عادت اوس کو نکالنے نہیں دیتی۔ اسی طرح پھر سائل کی دو حالتیں ہیں۔ کبھی تو واقعی اوس کے پاس کچھ نہیں اور وہ سوال پر مجبور ہوا ہے۔ اور کبھی اوسکو ضرورۃ نہیں پر حرص نے دست سوال بڑھایا ہے۔

اب اگر یہہ اوسکو دیتا نہیں تو اوسکا سوال لغو گیا پس سید کہتے ہیں کہ یہہ شخص خدا سے استغفار کرے۔ قول معروف و مغفرۃ۔ یہہ مغفرۃ کے وہ معنے فرماتے ہیں۔ استغفار کرکے یا الٰہی اگر کسی گناہ کی وجہ سے میری جیب خالی ہے تو اوسکو پر کر۔ یا بخل کی وجہ ہے تو مجھے اس عادۃ کے عذاب سے نجات دے۔ اور اس سوالی کو یا تو توفیق اور رزق عطا کر جو کسی گناہ کی وجہ سے تنگی کا زیر بار ہے۔ یا اگر اس کے گھر میں روپیہ ہے تو اس پر رحم کر کہ اس حرص کے عذاب سے نجات پا دے۔ پانچواں مظہر ہے تقوے کا۔ رقاب۔ مثلاً قرضہ۔ ڈگری۔ غلامی والے کو دیوے۔ یہہ تقوی کے مظہر ہیں اموال پر۔

واقام الصلوٰۃ۔ صبح کا وقت ہے اور سردی کا موسم ہے۔ رات کو احتلام ہوگیا ہے۔ اور صبح کی اذان ہوئی ہے۔ نماز پڑھنی ہے۔ پہر ٹھنڈی ہے اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا اور نماز میں جاکر شامل ہوتا ہے علی ہذا القیاس عشاء کا وقت ہے۔ یا عصر کا وقت ہے کہ دوکان پر خریداروں کا جمگھٹا لگا ہوا ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آتی ہے۔ اور یہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسجد کو دوڑتا ہے۔ اسیواسطے صبح اور عشاء کی نماز منافق کسل کاہلی کرتا ہے۔

پانچ وایتاء الزکوٰۃ۔ اپنے اموال میں حصص مقرر کرتا ہے۔

چھے والموفون بعہدہم۔ اپنے معاہدوں میں وفاداری سے کام لیتا ہے۔

ساتویں والصابرین فی الباساء والضراء وحین البأس۔ بیماری اور مقدمہ اور غربت و افلاس۔ یہہ تین وقت انسان کو بہت مشکل ہوتے ہیں۔ ہر آدمی اسپر غور کرے کہ ان تین وقتوں میں ہمت۔ حوصلہ۔ استقلال اور جوانمردی کو کام لے۔ یہہ تقوی کے نشان ہیں۔ اور ان نشانوں والے شخص کو متقی کہتے ہیں۔ اب تم نے اس آیت کے معنے سمجھ لئے ہونگے۔ پس اسطرح انسان خدا کا محبوب بنتا ہے۔ اب وقت ختم ہوگیا ہے۔ اور نماز کا وقت آگیا ہے۔ باقی پھر سہی۔ ہاں سامان تقوی بتلا دیتا ہوں۔ دعا۔ نیک صحبت۔ اور صدقہ وخیرات دینا۔ یہہ سامان ہیں۔ اللہ تعالے تمہیں توفیق عطا کرے۔ آمین۔

## رسید زر برائے امداد داخلہ امتحان طلباء کالج

جمع گذشتہ [illegible]

حکیم فضل دین صاحب [illegible] منشی شمس الدین صاحب از شملہ گورنمنٹ پریس [illegible] شیخ محمد اسمعیل صاحب ماسٹر محمد الدین صاحب کلرک مدرسہ [illegible]

جناب سید محمد علیشاہ صاحب [illegible]

چودہری اللہ داد خانصاحب کلرک دفتر میگزین [illegible]

سید سرور شاہ صاحب [illegible]

چودہری رستم علی کورٹ انسپکٹر (دوبارہ) [illegible]

احمد نور صاحب کابلی [illegible]

مولوی شیر علی صاحب پرنسپل [illegible] مہر الدین دوا فروش مفتی صاحب [illegible] قاضی غلام حسین صاحب [illegible]

کل میزان [illegible]

## عید الضحیٰ کا مبارک دن قریب آرہا ہے۔

اسواسطے آپکو بر موقع یاد دلاتا ہوں کہ چندہ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس احمدی ممبر اور کہاں قربانی (قیمت) مدرسہ کے غربا اور مساکین کے واسطے اپنا اور اپنے شہر کی

# ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

نمبر (۵)

یسوع کا یہ فعل کسی حالت اور صورت میں نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ کیونکہ یوحنا کے ہاتھ پر بیعت توبہ یا اصطباغ ان کے اپنے منہ سے اپنی عملی کمزوری کا اعتراف ہے اور گویا گنہگار ہونیکا ایک ایسی مہر ہے جسکو کوئی عیسائی مردہ پرست دور نہیں کر سکتا۔ جہانتک انبیاء علیہم السلام کی سیرت کا تعلق ہے اسپر غور کرنے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ انکی زندگی میں یہ واقعہ کبھی پیش نہیں آیا کہ انہوں نے کسی دوسرے کے ہاتھ پر گناہوں کا اقرار کیا ہو عبودیت کے کمال کا اظہار اور اپنے مولی کریم کے ساتھ تعلقات شدید کیوجہ سے اپنی انکساری اور تذلل کا بیان اور اعتراف ایک الگ چیز ہے جسکو یسوع کے اس فعل سے کوئی نسبت اور تعلق ہی نہیں بلکہ فخر صرف یسوع ہی کو حاصل ہے کہ ایک دوسرے شخص کے پاس گناہ کے اقرار کیلئے جاتا ہے۔

پس اس لحاظ سے اگر نجات یافتہ کوئی شخص ہو سکتا ہے تو وہ یوحنا ہے جو اقرار گناہ لیتا تھا نہ کہ یسوع جس نے اس کے ہاتھ پر توبہ کی۔

پھر انجیل جو اصلی یسوع کی لائف کا آئینہ ہے یہ بھی بتا رہی ہے کہ اس توبہ سے بھی اسنے کوئی منفعت فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ اسکی حالت پہلے سے بھی کمزور ہو گئی تھی۔ میں انجیل ہی کی شہادت سے اس امر کو ثابت کرونگا اور دکھاؤنگا کہ اسکی زندگی کے واقعات میں ایسے امور موجود ہیں جو نکتہ چین نگاہ کو اعتراض کرنے کیلئے پوری مدد دیتے ہیں۔ ان واقعات پر نظر کرنے سے ایک اور سچی حقیقت کھلتی ہے جو یسوع کی اس بیعت توبہ کو مضبوط کر رہی ہے اور جس سے عیسائیوں کی ان رنگین تاویلوں کی کمزوری ثابت ہوتی ہے جو اس معاملہ میں وہ پیش کرنے میں۔ سب سے پہلا اثر اور نتیجہ جو اس بیعت توبہ کا یسوع پر ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ اسکو شیطان اپنے ساتھ لیگیا۔

چنانچہ متی کی انجیل میں اس واقعہ اصطباغ کے بعد ہی بلا فصل یسوع کی آزمائش کا عنوان جماکر لکھا ہے کہ

**اسوقت روح یسوع کو جنگل میں لے گئی تاکہ ابلیس سے آزمایا جاوے**

میری سمجھ میں اسکی کوئی توجیہ نہیں آئی۔ تھوڑا عرصہ ہوا میں انجیل پڑھتا رہا ہوں یہانتک بعض پادریوں مثل حسن علی سفیر سابق اڈیٹر نور افشاں۔ پادری ٹہل سنگھ۔ پادری ٹھاکر داس صاحب (جو لاہور میں بڑے مشہور پادری تھے) پادری جی۔ ایچ گرسٹے وغیرہ دیسی اور ولایتی پادریوں سے بھی انکی ہی تحریک کے موافق میں نے انجیل کو پڑھا۔ اور ان سے بارہا پوچھا کہ یہ کیا ستم ہے کہ ایک شخص ادہر اصطباغ لیتا ہے اور اسپر روح القدس کا نزول ہوتا ہے اور معاً وہ شیطان کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں یا تو یہ کہ اسکی عملی حالت ایسی کمزور اور ناقص ہے کہ شیطان کا بہت جلد تسلط اسپر ہو جاتا ہے اور یا یہ کہ یہ واقعات ہی سرے سے غلط اور بے بنیاد ہیں۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ پادری صاحبان کو دونوں باتوں کے تسلیم کرنے میں موت آتی ہے اور حقیقت میں آنی بھی چاہئے کیونکہ اگر یہ تسلیم کریں کہ یہ واقعات نفس الامر میں غلط اور بے بنیاد ہیں اور انکی کوئی اصلیت اور حقیقت نہیں تو انہیں اپنی زبان سے یہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ انجیل میں بے بنیاد اور بیہودہ واقعات درج ہیں جس سے انجیل کی کوئی وقعت اور عزت ایک دانشمند کے دل میں نہیں رہ سکتی اور اُسے مجموعہ اباطیل ماننا پڑیگا یا کم از کم یہ کہنا ضروری ہوگا کہ وہ قابل اعتبار نہیں اسمیں حق و باطل ملا دیا گیا ہے۔ اور اگر انجیل کی عزت و وقعت کو قائم رکھنے کیلئے یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ یہ واقعہ بالکل صحیح ہے سچ سچ یسوع کو شیطان اپنے ساتھ لیگیا تھا تب بھی اس مذہب کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ جس کا بانی اور امام ایسا ہے کہ وہ شیطان کو شیطان سمجھ کر بھی اس کے ساتھ جاتا ہے اور پھر ایک دو منٹ نہیں بلکہ چالیس روز تک اس کے ساتھ رہتا ہے اسکی ایمانی حالت ضرور بالضرور کمزور ہوگی۔ خدا تعالیٰ کی مجید و حکیم کتاب تو یہ فیصلہ کرتی ہے ان عبادی لیس لک علیھم سلطٰن اور یہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیطان نے اسقدر قوت اور طاقت اسپر حاصل کی کہ چالیس دن تک اسے ہمراہ اجا فیض روح القدس ہے یہ خوب ابن اللہ اور بالآخر خود خدا کی طاقت اور جبروت ہے کہ شیطان اسے جنگلوں میں لئے پھرتا ہے اور باوجود اسکے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔

میری سمجھ میں جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے کبھی یہ بات نہیں آئی۔ اور نہ عیسائی فاضلوں نے اس اعتراض کو حل کیا ہے ایسی صورت میں خدا کیلئے پادری صاحبان! اور وہ لوگ جو اپنی نجات کا انحصار یسوع کے خون پر رکھتے ہیں انصاف سے بتائیں کہ کیا ان کے مذہب میں نجات کی کوئی صورت ہے؟ اور کیا وہ شخص نجات یافتہ کہلانے کا مستحق ہے جسکی عملی حالت یہ ہے پھر اسطرح کی خوشی کرنا اسکی پیدائش کے دن پر کہانتک موزون اور مناسب ہے۔ یسوع نے اپنی اس حرکت سے جو شیطان کے ساتھ جانے سے سرزد ہوئی ہے یہی نہیں کہ اپنی وقعت اور تقدس کو کھو دیا ہے بلکہ اپنے پیر و مرشد یوحنا ابن زکریا کے تقدس اور قوت قدسی پر برا اثر ڈالا ہے کیونکہ یسوع کا یہ برا نمونہ انکی قوت قدسی کو کمزور ثابت کرتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ جن کو یوحنا کہا جاتا ہے ایک راستباز اور خدا کے برگزیدہ بندے تھے انہوں نے ایک قوم کی اصلاح کی مگر جو شخص ان کے شاگرد یسوع کی کل حالت سے ان کے تقدس کا اندازہ کریگا اسے سخت ٹھوکر کہانے کا احتمال ہے۔

میں ان لوگوں کو جو عیسائی مذہب کے متعلق غور کرتے ہیں اس حصہ انجیل پر بہت بڑی توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ اور خود عیسائی صاحبان کو بھی توجہ کرتا ہوں کہ وہ خدا کیلئے اس مقام پر غور کریں کیونکہ اسی ایک واقعہ سے جیسا پہلے ظاہر کیا گیا ہے دو باتوں میں سے ایک بات قرار پاکر انجیل اور عیسائی مذہب کا فیصلہ اور خاتمہ ہو جاتا ہے یعنی یا تو شیطان کا مقلد یسوع کو ماننا پڑیگا اور یا انجیل میں غیر صحیح واقعات کا اندراج تسلیم کرنا پڑیگا اور دونوں صورتوں میں اس مذہب کی حقیقت معلوم!

انجیل کے ظاہر بینوں اور عیسائی فاضلوں کو جہاں انجیل اور یسوع کی لائف کے دوسرے واقعات نے حیرت میں ڈالا ہے وہاں اس واقعہ نے بھی انہیں کچھ کم حیران نہیں کیا ہے۔ اور انہوں نے بڑی دلیری اور جرأت کے ساتھ اس واقعہ سے فائدہ اٹھاکر انجیل ہی کا صفایا کر دیا ہے۔ انکے اعتراضات اور ہی رنگ کے ہیں اور وہ بجائے خود بڑے قوی اور مضبوط ہیں۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ جبکہ شیطان کا کوئی وجود نہیں ہے تو یسوع کس کے ساتھ گیا اور کب گیا؟ یہ اعتراض بجائے خود عیسائیوں کیلئے قابل جواب تھا ہی کہ اسی سلسلہ اعتراض میں یہ اعتراض بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ واقعہ شیطان کی اتباع اور رفاقت کا یہودیوں کے بازاروں اور گذرگاہوں میں ہوتا تو ضرور تھا کہ نہ صرف یسوع بلکہ یہودی بھی اس شیطان کو دیکھتے اور کچھ شک نہیں کہ شیطان معمولی انسان کیطرح نہیں ہوگا بلکہ ایک عجیب و غریب صورت کا جاندار ہوگا۔ جو دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہوگا۔ پس اگر فی الحقیقت شیطان یسوع کو بیداری میں نظر آیا تھا تو چاہئے تھا کہ اسکو دیکھکر ہزارہا یہودی وغیرہ اس جگہ جمع ہو جاتے اور ایک مجمع اکٹھا ہو جاتا لیکن یہ واقعہ کسی صحیح تاریخ میں پایا نہیں جاتا اور یہودیوں کی کتابوں میں جہاں عجیب و غریب روایات اور قصص کے تو دہ طوفان جمع ہیں اس عجیب داستان کا جو ایک دل لگی اور عجیب ہے کوئی ذکر نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین فلاسفروں کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی زبردست دلیل ہاتھ آگئی ہے جسکی مدد سے وہ یقین رکھتے ہیں کہ انجیل میں اس قسم کی بہت سی خیالی اور فرضی حکایتیں اور باتیں درج ہیں جنکا پایہ کسی صورت میں ایک داستان اور ناول سے بڑھکر نہیں ہو سکتا۔ (باقی چھٹے نمبر میں)

(باقی چھٹے نمبر میں)

## حضرت اقدس کا مبارک ارشاد

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سال میگزین کی کثرت اشاعت کی یہانتک تاکید فرمائی تھی کہ اس کی رو سے کوئی اپنی جماعت احمدیہ کا بھائی خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ اور خواہ کسی حیثیت کا ہو تا اسکی خریداری سے محروم نہ رہتا۔ چنانچہ حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے بجنسہ **تاکیدی الفاظ** یہ تھے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں اور اس خدمت میں جان توڑ کوشش کریں۔ اسپر ہی اکتفا نہیں فرمائی بلکہ ساتھ ہی ظاہر فرمایا کہ اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم ہوکر اس بارہ میں کوشش کریں تو دس ہزار خریدار کا پیدا ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ جماعت موجودہ کے لحاظ سے یہ تعداد خریداری بہت کم ہے۔ اور واقعی بات بھی بہت صاف تھی کیونکہ اپنی دو لاکھ سے بڑی ہوئی جماعت احمدیہ میں پانچ فیصدی احباب بھی کم از کم فی کس ایک ایک سالہ خرید ارہتے تو تعداد خریداری کہیں دس ہزار سے بھی بڑھ جاتی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اپنے جلیل بھائیوں کے کانوں تک حضرت اقدس کے مبارک ارشاد کے یہ تاکیدی الفاظ نہیں پہونچے چونکہ حضرت اقدس کی فرمائی تعداد تک رسالہ کی تعداد خریداری پہونچنے میں ابھی بہت کمی ہے۔ اسواسطے ہر ایک بھائی کا فرض ہونا چاہئے کہ اس علم سے مطلع ہونے پر خود فوراً خریدار رسالہ بنے اور دیگر بھائیوں تک اس علم کے پہونچانے اور دیگر خریدار پیدا کرنیکی کوشش کریں اور جن کو بہت وسعت ہو علاوہ خریداری کے مالی اعانت میں بھی حصہ

## فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

**ازالہ اوہام** - ہر دو حصہ یہ نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جسمیں اپنے دعوے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کلام کیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو تیرہ و اور [illegible]

**آریہ دھرم** آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت سے ساتھ مسئلہ نیوگ کے خوفناک برے نتائج کو کھولکر دکھایا ہے اور آریوں کے ان اعتراضوں کا جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۸ہ

**نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط** حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا جواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۲ر

**حضرت اقدس کی پرانی تحریرین** حصہ اول (الحکم نے تیس سال پرانے مضامین آپکے مسئلہ تناسخ و وید اور قرآن کے مقابلہ پر) قیمت ۳ر

**سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب** عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر

**فیصلہ آسمانی** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تالیف ہے مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۲ر

**نور القرآن** حصہ دوم عیسائیوں کو جواب ہے قیمت ۳ر

### فاضل امروہی کی تصنیفات

سندھ بدو قوی کتب کیلئے بے شبہ قدر کر سکتا کافی ہے کہ وہ امام فن مناظرہ فاضل امروہی کی تصنیفات ہیں

**تحذیر المؤمنین** - مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو فتویٰ کفر حضرت مسیح موعود کے خلاف تجویز کیا تھا اور جسے علماء ہند [illegible] کا کافی و دندان شکن جواب ہے لائق دید کتاب ہے ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہئے قیمت ۸ر

**شمس بازغہ** - پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب شمس الہدایہ کا لاجواب جواب - قیمت ۔۔ ۸ر

**تفسیر سورۃ تبت** - سورۃ تبت یدا ابی لہب پر [illegible] اعتراضوں کا جواب اور سورۃ مذکورہ کی عجیب تفسیر [illegible] قیمت [illegible]

**سوانح اسمٰعیل نمبر ا** - ایک ہندوستانی مورخ [illegible] صحیح و شیدا حکیم الامت کی اچھوتی تحریر قیمت ۲ر

### ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

**تفسیر القرآن** پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے قبول کی ہے اور پسند فرمائی ہے [illegible] اظہار [illegible] ہیں یا [illegible] کہ سلسلہ عالیہ [illegible] ہو گئی ہے قیمت ۱۲ر

**تفسیر القرآن پارہ دوم** - بطور رسالہ ماہواری تفسیر القرآن کی تفسیر کے بعد امراء پر بطور رسالہ ماہواری طبع ہونی شروع ہوئی تھی لیکن مشکلات کی وجہ سے بعض ناجائز اسباب ایسے پیش آئے کہ دو نمبر نکلنے کے بعد سلسلہ بند ہو گیا لیکن اب انشاء اللہ عنقریب سلسلہ بدستور جاری ہونیوالا ہے گذشتہ دو نمبروں کی قیمت ۸ر اور سالانہ قیمت ۳ر

**سلک مروارید** - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور انہیں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنیکی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۸ر

**رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء** ۱۸۹۷ء وار الامان میں ۲۵ء میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جسمیں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریرین بیان فرمائیں اور حضرت حکیم الامت اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب نے قرآن کریم کے معارف پر لکچر دیئے۔ یہ سب تقریرین یکجا جمع ہیں علاوہ بریں رپورٹ کے شروع میں ایڈیٹر نے ایک قابل دید اور دلکش لکھا ہے۔ قیمت ۔۔۔ ۱۲ر

**الانذار** - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا اسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تحریروں کا مجموعہ قیمت ۸ر

**اصلاح النظر** - حضرت حکیم الامت کے خاص ارشاد پر ایڈیٹر الحکم نے ایک آریہ کے اعتراضات متعلقہ قصہ آدم کا جواب جس کو حضرت حکیم الامت نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اصلاح بھی فرمائی - قیمت ۔۔۔ ۲ر

### متفرق کتابین

قصیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۸ر وفات مسیح پنجابی نظم قیمت ۲ر فیض احمدی اور درود شریف پر پنجابی نظم قیمت ۸ر

### شیخ عبد الحق نومسلم کی قلم سے

برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) ۸ر دعوۃ الحق نمبر ۲ - انجیل کی حقیقت - قیمت ۸ر

### سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کی تصنیف

النصح (نظم میں عمدہ نصائح) خوش و نشانات قیمت ۸ر مسلمانوں کا خدا اور آنحضرت کے حضور میں دعا - مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۸ر
نور القرآن المجید جو قاعدہ یسرنا القرآن کے طرز پر نہایت عمدہ چھپا ہے قیمت ۳ر
بزرگ [illegible] علاوہ محصول ڈاک کے ہوگا
الملتمس منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

## حقیقت نماز

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان کا اعلان کیا گیا تھا۔ میں آج اس کتاب کے مضامین کی مختصر سی فہرست دیتا ہوں اس فہرست سے معلوم ہو سکے گا کہ یہ کتاب کیسی عمدہ اور مفید ہے۔

میں اس کتاب کو کم از کم دو ہزار چھاپنا چاہتا ہوں ناظرین اپنی درخواستیں جلد بھیجکر اطلاع دیں تاکہ اندازہ ہو سکے۔

### فہرست مضامین حقیقت نماز

۱- انسانی فطرت کا اقتضا اور غایت
۲- دین القیم اور فطرت اللہ کے معنے۔
۳- عبادت کا مفہوم
۴- صلوٰۃ (نماز) سے کیا مراد ہے؟
۵- عبودیت اور الوہیت کا صعود و نزول
۶- نماز مومن کا معراج ہے اس کے معنے
۷- مغز نماز دعا ہے
۸- دنیا کی کوئی چیز لذت سے خالی نہیں
۹- عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ
۱۰- نماز میں بے ذوقی اور ذوق
۱۱- نماز میں ذوق کیونکر پیدا ہو
۱۲- بیذوقی سے ذوق کیونکر پیدا ہو جاتا ہے؟
۱۳- حقیقت نماز
۱۴- باطن کو ظاہر سے تعلق ہے
۱۵- طہارت ظاہری اور وضو کا فلسفہ
۱۶- پاکی اور ناپاکی کا مفہوم
۱۷- قلبی حالت اعضا اور جوارح کو ضرور حرکت دیگی
۱۸- نماز سے بڑھکر کوئی صورت عبادت کی عقل میں نہیں آسکتی
۱۹- ارکان نماز کی حقیقت اور فلاسفی
۲۰- نماز کا روحانی فلسفہ
۲۱- نماز پنجگانہ کی وجہ اور حقیقت
۲۲- اوقات نماز کا روحانی فلسفہ
۲۳- پابندی اوقات کی قدرتی تاثیر
۲۴- جماعت اور اسکی حقیقت
۲۵- نماز جمعہ اور عیدین کے قائم کرنیکی حکمتیں
۲۶- انضباط اوقات پنجگانہ نماز کے منافع
۲۷- اذان اور اس کی حکمت
۲۸- اذان اور دوسرے مذاہب کا طریق دعوت
۲۹- اسلامی توحید کے لطائف نماز میں
۳۰- تعیین قبلہ اور اسکی فلاسفی
۳۱- ایک انگریز کا قول اسلامی نماز پر
۳۲- اسلام میں روحانی طہارت جو علاوہ نماز کے [illegible]
۳۳- نماز کی روحانی فلاسفی۔
۳۴- تعدد رکعت اور حضور قلب
۳۵- وضو کا طریق
۳۶- وضو کی دعا
۳۷- نماز پڑھنے کا طریق
۳۸- اوقات نماز
۳۹- سورۃ الفاتحہ کے معنے اور تفسیر
۴۰- سورۃ الاخلاص کے معنے اور تفسیر
۴۱- سورۃ تین کے معنے اور تفسیر
۴۲- سورۃ انا انزلنا کے معنے اور تفسیر
۴۳- انا اعطینک الکوثر کے معنے اور تفسیر
۴۴- سورۃ الضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۴۵- سورۃ الم نشرح کے معنے اور تفسیر
۴۶- سورۃ تبت یدا کے معنے اور تفسیر
۴۷- سورۃ لم یکن الذین کے معنے اور تفسیر
۴۸- سورۃ التکاثر کے معنے اور تفسیر
۴۹- سورۃ والشمس والضحیٰ کے معنے اور تفسیر
۵۰- قرآن شریف کی دعائیں اعراب کا ترجمہ
۵۱- مسنونہ دعائیں اور ان کا ترجمہ
۵۲- غیر احمدی کے پیچھے نماز کا مسئلہ
۵۳- نماز جنازہ اور اسکی حقیقت
۵۴- نماز جنازہ کے پڑھنے کا طریق
۵۵- غیر احمدی اور نماز جنازہ
۵۶- متفرق نمازوں کا طریق - جیسے نماز جمعہ عیدین - تراویح یا تہجد - وتر - حاجت استسقاء - استخارہ - تسبیح - کسوف و خسوف اشراق وغیرہ۔
۵۷- درود شریف کے معنے اور اسکی فلاسفی۔
۵۸- حضرت مسیح موعود کی دعائیں۔

اس کے علاوہ خطبات کریمیہ طبع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور مکتوبات احمدی کی ترتیب کا کام ہو رہا ہے

(ایڈیٹر الحکم)

## الحکم کے گذشتہ سالوں کے فائل دفتر الحکم سے منگواؤ

# ملفوظات احمدیہ یا کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

اگر اسی قدر مقصود ہوتا جو بعض لوگ سمجھ بیٹے ہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرنا ہی کمال ہے تو انعمت علیھم کی دعا تعلیم نہ ہوتی جسکا انتہائی اور آخری مرتبہ اور مقام خداتعالے کے سامنے مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا انتہائی کمال یہ نہ تہا کہ وہ چوری چکاری نہ کیا کرتے تھے بلکہ وہ خداتعالے کی محبت صدق وفا میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ پس اس دعا کی تعلیم سے یہ سکھایا کہ نیکی اور انعام ایک الگ شے ہے جب تک انسان اسے حاصل نہیں کرتا اسوقت تک وہ نیک اور صالح نہیں کہلا سکتا۔ اور منعم علیہ کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اس سے آگے فرمایا

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین

اس مطلب کو قرآن شریف نے دوسرے مقام پر یوں فرمایا ہے کہ روح کے نفس کی تکمیل دو شربتوں کے پینے سے ہوتی ہے۔ ایک شربت کا نام **کافوری** ہے اور دوسرے کا نام **زنجبیلی** ہے۔ کافوری شربت تو یہ ہے کہ اسکے پینے سے نفس بالکل ٹھنڈا ہوجاوے اور بدیوں کے لئے کسی قسم کی حرارت اس میں محسوس نہ ہو۔ جیسا کہ کافور میں یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے اسی لئے اسے کافور کہتے ہیں اسی طرح پر یہ **کافوری شربت** گناہ اور بدی کی زہر کو دبا دیتا ہے۔ اور وہ مواد ردیہ جو اٹھ کر انسان کی روح کو ہلاک کرتے ہیں انکو اٹھنے نہیں دیتا بلکہ بے اثر کر دیتا ہے دوسرا شربت **شربت زنجبیلی** ہے جس کے ذریعہ سے انسان میں نیکیوں کے لئے ایک قوت اور طاقت آتی ہے اور پھر حرارت پیدا ہوتی

پس اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو اصل مقصد اور غرض ہے یہ گویا **زنجبیلی شربت** اور غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ **کافوری شربت** ہے۔

اب ایک اور مشکل ہے کہ انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اول تو انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے۔ اور پھر انکا چھوڑنا سے بہت ہی مشکل ہوتا ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے کہ محرقہ بھی گو سخت تپ ہے مگر اس کا علاج کھلا کھلا ہو سکتا ہے لیکن **تپ دق** جو اندر ہی اندر کہا رہا ہے اسکا علاج بہت ہی مشکل ہے۔ اسیطرح پر یہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ میل جلاپ، اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض کینہ حسد۔ ریا۔ تکبر پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اپنے بہائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

چندروز اگر نماز سنوار کر پڑہی ہے اور لوگوں نے تعریف کی تو ریا اور نمود پیدا ہو گیا اور وہ اصل غرض جو اخلاص تہی جاتی رہی اور اگر خداتعالے نے دولت دی ہے یا علم دیا ہے یا کوئی خاندانی وجاہت حاصل ہے تو اسکی وجہ سے اپنے دوسرے بہائی کو جسکو یہ باتیں نہیں ملی ہیں حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ اور اپنے بہائی کی عیب چینی کے لئے حریص ہوتا ہے اور تکبر مختلف رنگوں میں ہوتا ہے کسی میں کسی رنگ میں اور کسی میں کسی طرح سے علماء علم کے رنگ میں، اسے ظاہر کرتے ہیں اور علمی طور پر نکتہ چینی کرکے اپنے بہائی کو گرانا چاہتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح عیب چینی کرکے اپنے بہائی کو ذلیل کرنا اور نقصان پہونچانا چاہتے ہیں رات دن انکو عیبوں کی تلاش میں رہتے ہیں اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جنکا دور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے۔ ان بدیوں میں عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے ہیں اور خواص سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں **ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے** اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نہ کرے **تزکیہ نفس** کامل طور پر نہیں ہوتا۔ اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیہ نفس کے بعد خداتعالے کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پالی ہے لیکن جب کبھی موقعہ آپڑتا ہے اور کسی سفیہ سے مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گندا نکی سے ظاہر ہوتا ہے جسکا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اسوقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ **تزکیہ نفس** جو کامل کرتا ہے میسر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جسکو **اخلاقی** تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالے کے **فضل** کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس **فضل** کے جذب کرنے کے لئے بھی وہی تین پہلو ہیں اول مجاہدہ اور تدبیر دوم دعا سوم صحبت صادقین۔

یہ **فضل** الٰہی انبیاء علیہم السلام پر بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالے اول انکا **تزکیہ اخلاقی** کامل طور پر خود کر دیتا ہے انہیں بداخلاقیوں اور رذائل کی آلائش رہ ہی نہیں جاتی۔ ان کی حالت تو یہاں تک پہونچ جاتی ہے کہ سلطنت پاکر بھی وہ فقیر ہی رہتے ہیں۔ اور کسی قسم کا کبر ان کے پاس نہیں آتا۔

درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بداخلاقی۔ کبر۔ ریا وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالے کا فضل نہ ہو۔ اور یہ مواد ردیہ جل نہیں سکتے جب تک معرفت کی آگ انکو نہ جلائے جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے اور بڑا ہو کر بھی اپنے آپ کو چہوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کو کچھ حقیقت نہیں پاتا۔ وہ اس نور اور روشنی کو جو انوار معرفت سے اسے ملتی ہے اپنی کسی قابلیت اور خوبی کا نتیجہ نہیں مانتا اور نہ اسے اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے بلکہ وہ اسے خداتعالے ہی کا فضل اور رحم یقین کرتا ہے۔ جیسے ایک دیوار پر آفتاب کی روشنی اور دہوپ پڑکر اسے منور کر دیتی ہے لیکن دیوار اپنا کوئی فخر نہیں کر سکتی کہ یہ روشنی میری قابلیت کیوجہ سے ہے یہ ایک دوسری بات ہے کہ جسقدر وہ دیوار صاف ہوگی اسیقدر روشنی زیادہ صاف ہوگی۔ لیکن کسی حال میں دیوار کی ذاتی قابلیت اس روشنی کے لئے کوئی نہیں بلکہ اس کا فخر آفتاب کو ہے۔ اور ایسا ہی وہ آفتاب کو یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ تو اس روشنی کو اٹھا لے۔ اسیطرح پر انبیاء علیہم السلام کے **نفوس صافیہ** ہوتے ہیں اللہ تعالے کے **فیضان** اور **فیوض** سے معرفت کے انوار ان پر پڑتے ہیں اور انکو روشن کر دیتے ہیں اسی لئے وہ ذاتی طور پر کوئی دعویٰ نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فیض کو اللہ تعالے ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہی سچ بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اعمال سے داخل جنت ہونگے تو یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں **خدا کے فضل سے** انبیاء علیہم السلام کبھی کسی قوت اور طاقت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے وہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اسی کا نام لیتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ ہیں جو انبیاء علیہم السلام سے حالانکہ کروڑوں حصہ نیچے کے درجہ میں ہوتے ہیں۔ (بلکہ صاف الفاظ میں

اگر یہ کہا جاوے کہ انکو کوئی نسبت ہی نہیں تو اس میں مبالغہ نہیں (ایڈیٹر) جو دو دن نماز پڑہ کر تکبر کرنے لگتے ہیں اور ایسا ہی روزہ اور حج سے بجائے تزکیہ کے انمیں تکبر اور نمود پیدا ہوتی ہے۔ **یاد رکہو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے** جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے نہ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے نہ وجاہت کے لحاظ سے نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کریگا۔ اسوقت تک وہ خداتعالے کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ **معرفت** جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اسکو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے اسکو اللہ تعالے پسند نہیں کرتا شیطان نے بھی تکبر کیا تہا۔ اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجہا اور کہدیا **انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین** اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خداتعالے کے حضور سے مردود ہو گیا اور آدم لغزش پر چونکہ اسے معرفت دی گئی تہی اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خداتعالے کے فضل کا وارث ہوا۔ وہ جانتے تہے کہ خداتعالیٰ کے فضل کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے دعا کی **ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین**۔

یہی وہ سر ہے جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو کہا گیا کہ اے نیک استاد تو انہوں نے کہا کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ اس پر آجکل کے نادان عیسائی تو یہ کہتے ہیں کہ انکا مطلب اس فقرہ سے یہ تہا کہ تو مجھے خدا کیوں نہیں کہتا۔ حالانکہ حضرت مسیح نے بہت ہی لطیف بات کہی تہی جو انبیاء علیہم السلام کی فطرت کا خاصہ ہے وہ جانتے تہے کہ **حقیقی نیکی** تو خداتعالے ہی سے آتی ہے وہی اسکا چشمہ ہے اور وہیں سے وہ اترتی ہے۔ وہ جسکو چاہے عطا کرے اور جب چاہے سلب کرلے۔ مگر ان نادانوں نے ایک عمدہ اور قابل قدر بات کو معیوب بنا دیا اور حضرت عیسےٰ کو متکبر ثابت کیا!!! حالانکہ وہ ایک **متکسر المزاج انسان** تہے۔

اس سے بڑے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ

کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی نہ خاندانی۔ نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے۔ اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور اسکی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے۔ آسمان ہی سے آتی ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ۔ ایمان۔ عبادت۔ طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسکو قایم رکھے اور چاہے تو دور کردے۔ پس

## سچی معرفت

اسیکا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئے محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھہ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نور معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے پھر اگر اس کے فضل سے اسکو حصہ مل جاوے۔ اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اسپر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اسکی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جسقدر وہ اپنے آپ کو لاشئے سمجھے گا اوسیقدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اسکو روشنی اور قوت پہونچاویں گے۔ اگر انسان یہہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکی **اخلاقی حالت** عمدہ ہو جائیگی۔ دنیا میں اپنے آپکو کچھہ سمجھنا بھی **تکبر** ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر **لعنت** کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قایم کرے۔ عام طور پر تکبر کا لفظ دنیا میں پھیلا ہوا ہے علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ انکو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ انکی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے اس لئے انکے مجاہدہ اور ریاضتیں بھی کچھہ اور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکر ارہ وغیرہ۔ جنکا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا میں دیکھتا ہوں کہ **دل کو پاک کرنے کیطرف انکی توجہ ہی نہیں**۔ صرف جسم ہی جسم باقی رہ گیا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں یہہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں پس یہ زمانہ اب **بالکل خالی ہے**۔ **نبوی طریق** جو پاک ہونے کا تہا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اسکو بہلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ **عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ و طہارت پھر قایم ہو**۔ اور اسکو اس نے اس جماعت کے ذریعہ سے چاہا ہے پس فرض ہے کہ **حقیقی اصلاح** کیطرف توجہ کرو اسی طرح جس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے۔

## شریعت کے دو پہلو

شریعت کے دو ہی بڑے حصے اور پہلو ہیں جنکی حفاظت انسان کو ضروری ہے ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔ حق اللہ تو یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اسکی اطاعت۔ عبادت۔ توحید۔ ذات اور صفات میں کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرنا۔ اور حق العباد یہہ ہے کہ اپنے بہائیوں سے تکبر۔ خیانت اور ظلم کسی نوع کا نہ کیا جاوے گویا اخلاقی حصہ میں کسی قسم کا فتور نہ ہو۔ سننے میں تو یہہ دو ہی **فقرے ہیں لیکن عمل کرنے میں بہت ہی مشکل ہیں**۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل انسان پر ہو تو وہ ان دونوں پہلوؤں پر قایم ہو سکتا ہے کسی میں قوت غضبی بڑہی ہوئی ہوتی ہے۔ جب وہ جوش مارتی ہے تو نہ اس کا دل پاک رہ سکتا ہے اور نہ زبان۔ دل سے اپنے بہائی کے خلاف ناپاک منصوبے کرتا ہے اور زبان سے گالی دیتا ہے۔ اور پھر کینہ پیدا کرتا ہے کسی میں قوت شہوت غالب ہوتی ہے اور وہ اس میں گرفتار ہو کر حدود اللہ کو توڑتا ہے۔ غرض جب تک انسان کی اخلاقی حالت بالکل درست نہ ہو وہ **کامل ایمان** جو منعم علیہ گروہ میں داخل کرتا ہے اور جس کے ذریعہ سچی معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے داخل نہیں ہو سکتا۔ پس دن رات یہی کوشش ہونی چاہئے کہ بعد اس کے جو انسان سچا موحد ہو اپنے اخلاق کو درست کرے میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑہا ہوا ہوتا ہے وہ اپنے بہائی سے **نیک ظنی** نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بہائی کی نسبت برے برے خیالات کرنے لگتے ہیں۔ اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اسکی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لئے اول ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بہائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکہا جاوے۔ کیونکہ اس سے محبت بڑہتی ہے اور انس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اسکے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ۔ بغض۔ حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔

پھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بہائیوں کے لئے کچھہ بھی ہمدردی نہیں اگر ایک بہائی بہوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا۔ اور اسکی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی **مشکلات** میں ہے تو نہیں کرتے کہ اسکے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اسکے ساتھہ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں۔ لیکن اس کی کچھہ پروا نہیں۔ یہہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گہر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بہائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں **خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں**۔

ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پروا کرتا ہے۔ اور کہاں تک وہ اپنے بہائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اسکا بڑا بہاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا نہ کہلایا۔ میں پیاسا تہا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تہا تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بہوکا تہا جو ہم نے کہانا نہ دیا تو کب پیاسا تہا جو پانی نہ دیا اور کب بیمار تہا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تہا مگر تم نے اسکی کوئی ہمدردی نہ کی اسکی ہمدردی میری ہی ہمدردی تہی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہیگا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی میں بہوکا تہا تم نے مجھے کہانا کہلایا میں پیاسا تہا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ وہ جماعت عرض کریگی کہ اے ہمارے خدا ہم نے کب تیرے ساتھہ ایسا کیا تب اللہ تعالیٰ جواب دیگا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھہ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تہی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اسکو بہت پسند کرتا ہے اس سے بڑہ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اسے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اسکے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اسکی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جسکا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں حالانکہ اسکو تو کوئی تکلیف اسنے نہیں دی مگر نہیں اس نوکر کی خدمت اور اسکے ساتھہ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھہ حسن سلوک ہے خدا تعالیٰ کو بھی اسی طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے۔ کیونکہ اسکو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھہ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

**غرض** اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے میری دانست میں یہی پہلو **حقوق العباد** کا ہے جو **حقوق اللہ** کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھہ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اوس کے ایمان کو ضایع نہیں کرتا جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بہائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے مگر یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ نمایش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جاویں وہ اخلاق خدا کے لئے نہیں ہوتے اور انمیں اخلاص کے نہ ہونے کیوجہ سے کچھہ فائدہ نہیں ہوتا۔ اسطرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے۔ اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چہوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے ضایع نہیں کرتا اور اسکا بدلہ دیتا ہے۔ مینے تذکرۃ الاولیاء میں پڑہا تہا کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی ان بارش کے دنوں میں مینے دیکہا کہ ایک اسی برس کا بوڑہا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے۔ مینے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجہے کچھہ ثواب ہوگا۔ اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ جو میں حج کو گیا تو دیکہا کہ وہی گبر طواف کر رہا ہے اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکہو ان دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام تک لانے کا موجب ہو گئے حدیث میں بھی ایک صحابی کا ذکر آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کہ ایام جاہلیت میں مینے بہت کچھہ خرچ کیا تہا کیا اس کا ثواب بھی مجھے ہوگا؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو جواب دیا کہ یہی صدقہ و خیرات کا ثمرہ تو ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے ادنیٰ

خصل اخلاص کو بھی ضائع نہیں کرتا اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق کی ہمدردی اور خبرگیری حقوق اللہ کی حفاظت کا باعث ہو جاتی ہے۔ پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے میں آجکل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو نہیں میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالےٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرہ کے مٹکے میں ہاتھ ڈالا جاوے اور پھر سکھوں میں ڈال کر تل لگائے جاویں تو جس قدر تل اس کو لگ جاویں اسقدر دھوکہ اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ انکی ایسی بیہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہونچایا ہے اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنا دیا ہے۔ مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرہ کو محدود نہ کرو اور ہمدردی کے لئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالےٰ نے دی ہے یعنی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ۔ یعنی اول نیکی کرنے میں تم عدل کو ملحوظ رکھو جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اسکے ساتھ نیکی کرو۔ اور پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اس سے بھی بڑھ کر اس سے سلوک کرو یہ احسان ہے۔ احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے احسان والا اپنا احسان جتلا دے مگر ان سب سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو جس میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ماں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلے کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کے لئے

اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بادشاہ کسی ماں کو حکم دیدے کہ تو اپنے بچہ کو دودھ مت پلا اور اگر ایسا کرنے سے بچہ ضائع بھی ہو جاوے تو اس کو کوئی سزا نہیں ہوگی تو کیا ماں ایسا حکم سن کر خوش ہوگی اور اس کی تعمیل کرے گی؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اپنے دل میں ایسے بادشاہ کو سب و شتم کرے گی کہ کیوں اسنے ایسا حکم دیا۔ پس اسی طریق پر نیکی ہو۔ کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہونچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شئے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہونچ جاتی ہے اسوقت وہ کامل ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ خدا تعالےٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسکی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی شان اس سے پاک ہے (سبحانہٗ تعالےٰ شانہٗ)

**آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیوں پر نظر**

بعض لوگ جنکو حق کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے جب ایسی تعلیم سنتے ہیں تو اور کچھ نہیں تو یہی اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام میں ہمدردی اگر ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑائیاں کیوں کی تھیں؟ وہ نادان اتنا نہیں جانتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جنگ کئے وہ تیرہ برس تک خطرناک دکھ اٹھانے کے بعد کئے۔ اور وہ بھی مدافعت کے طور پر تیرہ برس تک ان کے ہاتھوں سے آپ تکالیف اٹھاتے رہے مسلمان مرد اور عورتیں شہید کی گئیں آخر جب آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ اور وہاں بھی ان ظالموں نے پیچھا نہ چھوڑا تو خدا تعالےٰ نے مظلوم قوم کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اور وہ بھی اس لئے کہ شریروں کی شرارت سے مخلوق کو بچایا جائے۔ اور نیکی اور حق پرست قوم کے لئے راہ کھل جاوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے لئے بدی نہیں چاہی آپ تو رحم مجسم تھے اگر بدی چاہتے تو جب آپ نے پورا تسلط حاصل کر لیا تھا اور شوکت اور غلبہ آپ کو مل گیا تھا تو آپ ان تمام ائمۃ الکفر کو جو ہمیشہ آپ کو دکھ دیتے رہتے تھے قتل کروا دیتے۔ اور اس میں انصاف اور عقل کی رو سے آپکا حق بالکل پاک تھا مگر باوجود اس کے کہ عرف عام کے لحاظ سے اور عقل و انصاف کے لحاظ سے آپ کو حق تھا کہ ان لوگوں کو قتل کروا دیتے مگر نہیں آپ نے سب کو چھوڑ دیا۔

آجکل جو لوگ غدر کرتے ہیں اور باغی ہوتے ہیں انہیں کون پناہ دے سکتا ہے۔ جب ہندوستان میں غدر ہو گیا تھا اور اس کے بعد انگریزوں نے تسلط تام حاصل کر لیا تو تمام شریر باغی ہلاک کر دئے گئے اور ان کی یہ سزا بالکل انصاف پر مبنی تھی باغی کے لئے کسی قانون

میں رہائی نہیں لیکن یہ آپ ہی کا حوصلہ تھا کہ اسدن آپ نے فرمایا کہ جاؤ تم سب کو بخشدیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نوع انسان سے بہت بڑی ہمدردی تھی ایسی ہمدردی کہ اسکی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی اس کے بعد بھی اگر کہا جاوے کہ اسلام دوسروں سے ہمدردی کی تعلیم نہیں دیتا تو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا؟ یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا جس جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہو سکتا۔ ہم خود دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے کوئی دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہونچایا ہے لیکن پھر بھی انکی ہزاروں خطائیں بخشنے کو اب بھی تیار ہیں (صدقت یا رسول اللہ! تیرا یہ فرمانا اللہ تعالےٰ کی اسی وحی کی تصدیق کرتا ہے جو سالہا سال پہلے تجھے ہو چکی ہے کہ تو اپنے دشمنوں سے کہیگا۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ (ایڈیٹر)

پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے ویطعمون الطعام علےٰ حبہٖ مسکیناً ویتیماً واسیرا۔ وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوئی۔

مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھونگا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشاء ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاءً مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکھائی جائیں مجھے بہت ہی رنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی میں جماعت کو ابھی اس بچہ کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ اس جماعت کو کامل کر دیگا۔ اسلئے تم بھی کوشش تدبیر مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالےٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں جب اسکا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھولدیتا ہے۔

(اس مقام پر حضرت نے تقریر کو ختم فرمایا)

اور دعا فرمائی سنزان بعد احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا ایک صاحب غیر احمدی جو پنڈی گھیب سے حضرت کی زیارت کو آئے تھے انہوں نے حضرت حکیم الامۃ کی وساطت سے شرف نیاز پایا حضور اپنے حسن خلق عظیم سے پیش آئے۔ اور یوں ساری تقریر کا پھر عملی سبق پڑھایا۔ حکیم الامۃ نے جماعت کو متوجہ کر دیا۔ پھر بعد عصر جلسہ برخاست ہوا۔ (ایڈیٹر)

## ایک مبارکباد کا خط

*

السلام علیکم

بقول المحمد للہ بر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

الحمد للہ کہ آخر کار اس رحمن الرحیم اللہ نے جو ہمیشہ اپنے مرسلوں کی نصرت فرماتا ہے اپنے وعدوں کے بموجب اپنے مرسل کی نصرت فرمائی۔ اور یوم الاثنین کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ اور عاقبت للمتقین کو روز روشن کیطرح سے دکھلا دیا۔ اور اپنے مرسل مسیح موعود کی پاک منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کر دیا۔ وہ خوشی جو اس فتح سے حاصل ہوئی اسکا اظہار کرنا مشکل ہے۔ یہی راحت ہے جو تمام ابتلاؤں کو بھلا دیتی ہے اور نہایت شکر اور حمد سے بھرے ہوئے پر دل سے اللہ تعالےٰ کے آگے جبین نیاز جھکا کر اسکا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک ایک زندہ اور سنوا خدا ہے جو اپنے پیاروں کی بات سنتا اور انکی دعائیں قبول فرماتا اور جواب دیتا ہے یہ اسی زندہ رب العالمین کی شان ہے کہ دشمنوں نے ہر طرح سے زور لگایا مگر اوس خدائے برتر کے آگے کوئی پیش نہیں گئی اور آخر نہایت حسرت سے رو سیاہی کا داغ لیکر خائب اور خاسر ہوئے۔ اس مقدمہ کی مثل بجائے خود تمام مباحثات کا فیصلہ کرنے والی کتاب ہوگی جس سے دنیا پر ظاہر ہو جائیگا کہ پاک اسلام کے سچے پیرو اور اوسکو لیظہرہ علی الدین کلہ کرنے والی کون قوم اور انکا پیشوا کون مرسل یزدانی ہے اور اس کے برخلاف بڑے جبہ و دستار والے اپنی شیخت کا لمبا چوڑا اظہار کرنیوالے مدعیان اسلام کون لوگ ہیں۔ دنیا دیکھ لیگی کہ جو کلام حضور نے پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے یا جو مخالفین نے اسلام پیش کیا ہے وہ پاک اسلام ہے؟ جنہیں دغا جعل جھوٹ زنا کے باوجود انسان بہشتی کا مستحق ہے خدا تعالےٰ نے یہ ایسی عظیم الشان فتح فرمائی ہے کہ جسکی حد نہیں۔ اس خوشی میں اگر تیہ بتیہ پر خداوند تعالیٰ کی حمد کیجاوے اور گائی جاوے تو کم ہے۔ اے حضرت

اے خدا کے پیارے نبی اے محمد مصطفےٰ صلعم کی غلامی کو فخر سمجھنے والے محمد اور احمد اے مسیح موعود اے جری اللہ فی حلل الانبیاء تجھے یہ فتح مبارک ہو اور خداوند سبحانہٗ تیری نصرت فرمائے اور فتوحات عطا فرمائے اور تیرے دشمنوں کو خائب و خاسر کرے۔ آخر میں خداوند تعالےٰ کی اس حکمت پر بھی حمد کرنی ضروری ہے کہ اس نے اس گورنمنٹ کو ہم پر حکمران کیا ہے۔ اور اس سے صاف یہ راز کھل جاتا ہے کہ کیوں خداوند تعالےٰ نے انگریزوں کو حکومت اور یہ اقبال عطا فرمایا ہے اس لئے کہ یہ قوم انصاف کو حتی المقدور ہاتھ سے نہیں دیتی اور یہ قوم اس امر کی اہل تھی۔ بڑے ہی ظالم وہ لوگ ہونگے جو اس گورنمنٹ کو برکت نہیں سمجھتے۔ راقم محمد

# مذہبی دنیا پر سرسری نظر

## نیوگ کرو اور چین اڑاؤ

ناظرین الفضل کو معلوم ہوگا کہ ایک ہندو لڑکی کی سرگذشت اخبار شنکاری سے لیکر بیننے شائع کی تھی جس میں وہ بیچاری مصیبت کی ماری اپنے شوہر کے ہاتھ سے نالاں تھی اور آریہ سماج سے اسکا علاج پوچھتی تھی۔ اس پر مختلف اشخاص نے مختلف رائیں لکھیں۔ بعض نوجوان سماجیوں کے منہ میں پانی بھر آیا اور انہوں نے دھڑا دھڑ بیاہ کی درخواستیں بھیجنی شروع کر دیں۔ آریہ درپن نے اونچی رائے دی کہ اس لڑکی کی باوجود شوہر ہونے کے دوسری شادی ہو سکتی ہے کیا خوب! اب سناتن دھرم گزٹ سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ پتر بریلی میں کسی امیر چند صاحب نے مندرجہ ذیل رائے دی ہے "جبکہ خاوند نے شادی کے پرن کو بوجہ جاہل ہونے کے توڑ دیا ہے تو جہاں تک مناسب ہے اسکا دوسرا بواہ ہونا لازم ہے مگر خاوند کی حیات میں دوسرا بواہ نہیں ہو سکتا اسلئے اس لڑکی کو یہ لازم ہے کہ جبکہ نیوگ ایک پاک رسم ہے تو نیوگ سے سنتان پیدا کرے"۔ بس اب کیا ہے چلو چھٹی ہوئی۔ کہانے کو ہونہو سال میں بچے دو دو۔ سماجیو! دوڑو! دیکھو! جانے نہ پائے اس پاک نسخہ کا گھر گھر جہاں کہیں بیمار پاؤ علاج اور تجربہ شروع کر دو! میں ایسی رائیں ظاہر کرنے والے آریہ مذہب کے لیڈروں اور دانشمندوں پر افسوس کرتا ہوں کہ وہ بجائے اسکے کہ اس ناپاک اور ناقابل ذکر مسئلہ کو چھپائیں مختلف رنگوں میں اسکی اشاعت اور ترویج کی سعی کرتے ہیں جو ان کی اخلاقی حالت پر خطرناک داغ ہے۔ ایک بیچاری دکھیاری لڑکی کی عصمت لینے کے لئے کیا کیا حیلے تراشے جاتے ہیں۔ ہم اس لڑکی کی سرگذشت پڑھ کر مجھے عظمت اسلام کا ثبوت ملتا ہے۔ جو معلقہ رکھنے سے منع کرتا ہے۔ اور خاوند کی اصلاح نہ ہونے کی صورت میں خلع کا نسخہ تجویز کرتا ہے۔ آریہ سماجی اسکو نیوگ کی تعلیم دیکر اپنی ہوس پوری کرنی چاہتے ہیں مگر کیا وہ نہیں جانتے کہ اگر وہ نیوگ سے حاملہ ہو گئی تو وہ حمل ناجائز قرار پا کر اسکی حفاظت سرکار کرے گی اور اس اولاد کو حقیقی باپ کی وارث ٹھہرائیگی۔ اور خاوند کو غیرت آئی تو وہ وہ شہ میں نیوگ کرنے والے کو نیوگ کا مزا چکھا دیگا۔ شرم!

## ہمارے علماء کی سادگی

سوز [illegible] رقمطراز ہے کہ

اس امر سے تو اب کوئی منکر نہیں کہ جسقدر مغربی علوم کی اشاعت سے جہاں ہمارے دماغ اور خیالات روشن ہوئے ہیں وہاں ہماری مذہبی حالت نہایت خطرناک ہو گئی ہے عام تعلیم یافتہ جماعت کے مذہبی خیالات میں روز بروز انقلاب ہوتا جاتا ہے اور اسلام کی اصلی حالت سے ناواقفیت انہیں اسلام سے بیدل کر رہی ہے تعلیم مغربی کے مادی اثر نے انکو صرف اسباب وعلل کا عادی بنا دیا ہے کہ اسلامی معتقدات کے نقلی دلائل ان کی تشفی نہیں کر سکتے بلکہ انکے ذہن میں اسلام کی عقلی قوت کو اور ضعیف کر دیتے ہیں ایسی حالت میں علماء اسلام کا یہ پہلا فرض تھا کہ اسوقت مغربی علوم کے حملوں سے اسلام کو محفوظ رکھنے کے لئے ضرورت زمانہ کے موافق جدید آلات حرب لیکر کھڑے ہو جاتے نیا علم کلام ایجاد کرتے اور عقلی دلائل سے علمی دنیا پر ثابت کر دیتے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایسا سچا مذہب ہے جو علوم و فنون و تہذیب و شائستگی کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جسکی کوئی تعلیم عقل سلیم کے خلاف نہیں ہے لیکن افسوس ہے ہمارے سادہ لوح علماء اسلام الحاد اور دہریت کے اس طوفان کو تکفیر کے فتووں سے روکنا چاہتے ہیں نتیجہ یہ کہ وہ اور ترقی کریگا اور اسلام کی طرف سے ہمارے نوتعلیم یافتوں میں بیدلی بڑھے گی ؎

میں سوز [illegible] کی رائے سے بالکل متفق ہوں اور مجھے خوشی ہوتی ہے جب میں ایسی رائیں اس طبقہ کی طرف سے سنتا ہوں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اس میں اس سلسلہ کی عظمت کا روشن ثبوت ہے۔ زمانہ چلا رہا ہے کہ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی سچائی علمی رنگ میں ظاہر ہو اور موجودہ علماء کے پاس بجز تکفیر کے فتوی کے اور کچھ ہے نہیں اسلئے لازماً یا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانوں کو یہ ماننا پڑیگا کہ اسلام مردہ اور بے برکت مذہب ہے اور میرا یقین ہے کہ ہرگز نہیں کیونکہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ہمیشہ زندہ اور بابرکت ہے اور یا پھر انکو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں آکر پناہ لینا پڑیگا جو روز روشن کیطرح اسلامی صداقتوں کا فلسفہ زندہ تائیدات سے ثابت کر رہا ہے۔ بہر حال مسلمانوں میں علماء زمانہ کی کم ہمتی اور انکے موجودہ طریق کا خطرناک تسلیم کیا جانا بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سچائی کا ثابت کرنے والا امر ہے۔ و للہ الحمد۔

## آریہ سماج کے بانی کی ولدیت اور جائے پیدائش کی نسبت فرضی بیانات

مسٹر دیورتن جو دیو سماج لاہور کے سکرٹری ہیں اور اب ایک نئے نکلنے والے جیون تت اخبار کے ایڈیٹر ہیں مندرجہ حاشیہ عنوان سے اپنے اخبار میں ذیل کا دلچسپ مضمون شائع کرتے ہیں۔

اخبار ٹری بیون مورخہ ۲۲۔ اکتوبر [illegible] و دیگر بعض مشہور اخبارات میں مندرجہ ذیل تحریر مشتہر ہوئی ہے کہ جو اپنے مطلب کو آپ بخوبی ظاہر کرتی ہے:۔

ہمیں کامل یقین ہے کہ مندرجہ ذیل چٹھی بجاب برہمن نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاوے گی۔

جناب من

میں ریاست موروی علاقہ کاٹھیاواڑ میں ابھی دورہ کر کے واپس آ رہا ہوں۔ جہاں کہ میں صرف اس مقصد کے لئے گیا تھا کہ آریہ سماج کے بانی مشہور پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کی جنم بھومی کو خود جا کر دیکھوں اور اون کی بچپن کی زندگی اور دیگر حالات کا بذات خود مطالعہ کروں۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ مرحوم سوامی صاحب اپنی حین حیات میں اپنے والدین اور جائے پیدائش کا ٹھیک پتہ بتانے سے ہمیشہ گریز کرتے رہتے تھے۔ لیکن اونکے پنجابی پیروؤں نے خاص شہر موروی کو کہ جو اوسی نام کی ریاست کا دار الخلافہ ہے اون کی جائے پیدائش قرار دیا ہے اور اون کے باپ کا نام پنڈت انبا شنکر اودیچ ظاہر کیا ہے۔ بعض اون کی ماتا اور بہن کا نام بھی بتاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ مرحوم سوامی کے پتا ریاست موروی میں فلاں اعلے عہدہ پر ملازم تھے۔ سوامی صاحب مرحوم نے بھی اپنے والد کے سرکاری عہدہ پر متعین ہونے کا کچھ ذکر کیا ہے ان سب حالات کو اپنے دماغ میں رکھ کر میں موروی کو روانہ ہوا یہاں پر خوش قسمتی سے مجھے ایک ایسے بزرگ شاستری کے ہاں مہمان ہونے کا موقع ملگیا کہ جنکا نام کاٹھیاواڑ بھر میں بہت تعظیم کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ میری مراد سن رسیدہ پنڈت شنکر لال شاستری صاحب سے ہے کہ جو اس قسم کے معاملات کے متعلق موروی میں سب سے زیادہ باخبر سمجھے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا معاملہ کے متعلق اون سے دریافت کرنے کے علاوہ میں نے اس شہر کے تقریباً سب کوچوں میں پنڈت دیانند صاحب کی ولادت گاہ کی تلاش کی وہاں کے بیسیوں بوڑھوں اور بڑی عمر کے لوگوں سے دریافت کیا۔ اودیچ برہمنوں کے پاٹیل یعنی سرپنچوں سے سوالات کئے۔ اور ریاست کے قریباً سب بڑے بڑے عہدہ داروں سے ذاتی طور پر ملا۔ لیکن وہ سب کے سب اس جواب میں ہم زبان تھے کہ۔ یہاں موروی شہر میں گذشتہ صدی کے اندر پنڈت انبا شنکر اور اون کے مشہور بیٹے کے نام و نشان کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ مسٹر مرار جی منگل جی پانڈیا کہ جو آجکل وہاں ریاست کے عہدہ پر سرفراز ہیں اور خود بھی گذشتہ کئی سالوں سے اس معاملہ کی تحقیقات میں دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ اور اس سے پیشتر کئی صاحبوں مثل مرحوم پنڈت لیکھرام اور مسٹر [illegible] ایس منگر جی وغیرہ کی درخواست پر سوامی صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنے کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مرحوم سوامی صاحب کی جائے پیدائش اور ولدیت کا آج تک کوئی ٹھیک پتہ نہیں ملا۔ میری درخواست پر اونہوں نے ریاست کے گذشتہ سو سال کے سرکاری کاغذات کی پڑتال کے بعد اپنا یہ قطعی یقین ظاہر کیا کہ پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کے پتا کی نسبت جو کچھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس قسم کا کوئی اودیچ برہمن گذشتہ صدی کے اندر ریاست میں کسی ایسے عہدہ پر متعین نہیں ہوا۔ اور نہ ہی ریاست موروی میں کوئی اودیچ برہمن کسی بڑی جائداد کا مالک ہوا ہے!! اس لئے مرحوم پنڈت دیانند سرسوتی صاحب کی سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کی خدمت میں دلی جوش کے ساتھ میری درخواست ہے کہ وہ سچے واقعات کی بنا پر اپنے

بیانات کی صداقت کو ثابت کریں اور اس ضروری سوال پر صحیح روشنی ڈالیں۔

مقام احمد آباد - (گجرات) ۱۶ - اکتوبر ۱۹۰۴ء } آپ کا وغیرہ "مریورٹن"

اس تحریر میں کچھ جسقدر ہم نے نقل کر دئے ہیں۔ دو ماہ سے زیادہ عرصہ اس خط کو مشتہر ہوئے گذر گیا ہے۔ اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ پنڈت دیانند صاحب کے مورخوں میں سے کسی نے مذکورہ بالا تحریر کی تردید نہیں کی۔ بلکہ آریہ سماج کے دونوں فریقوں کے اپنے اخبارات یعنی آریہ پترکا اور آریہ گزٹ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی اب تک اون کی سماج کے بانی کی ولدیت اور مقام پیدایش کا ٹھیک سراغ نہیں ملا۔ ایسی حالت میں مذکورہ بالا سوانح عمریاں لکھنے والے صاحبان کا سچے واقعات کی بجائے تاریخ کے نام سے فرضی کہانیاں گھڑنا اور تاریخ کو سچے واقعات پر مبنی بیان کے مرتبہ سے گرا کر ناول کی سطح پر پہنچا دینا جسقدر افسوس ناک حرکت ہے اوس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اور ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان سوانح عمریوں میں صرف ایک اسی معاملہ کے بارے میں غلط بیانات مشتہر نہیں کئے گئے بلکہ ہماری ذاتی تحقیقات ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اس قسم کی غلط بیانی کی اور بھی کتنی ہی مثالیں ان سوانح عمریوں کے اندر موجود ہیں۔ ہاں ہمیں اور بھی زیادہ افسوس اور دکھ ہوتا ہے جبکہ ہم معلوم کرتے ہیں کہ آریہ سماج کی بنیاد ڈالنے کے ساتھ ساتھ مرحوم سوامی صاحب نے تاریخ کے نام سے ایسی بیانیوں کی بنیاد بھی اپنے ہی ہاتھ سے ڈالی ہے اور اون کے پیرو بھی صرف اونکی مثال کی پیروی کی جا رہی ہے۔ لیکن کیا یہ غلط پیروی بیہودہ ہونے کے سوائے نہایت افسوس ناک نہیں ہے؟ کیا اپنے کسی بزرگ کا ایک فرضی باپ گھڑ دینا اوس کی عزت کرنا ہے؟ ہمارے خیال میں تو اس سے بڑھکر آریہ لوگ" اپنے سوامی کی کوئی ہتک نہیں کر سکتے تھے کہ کسی غیر مقام کے فرضی شخص کو اونکا باپ قرار دیں!! ایسی ناانصافی ہے جا خلاقی کے حقوق میں اگر اور سچائی اور انصاف کا ان کوئی پیار نہ رکھکر انسانوں کے لئے کیا کچھ روا نہیں کیں؟

## جدید ایجادیں اور تحقیقاتیں

الحکم میں۔ نیا کالم اس سال میں رکھنے کی انشاءاللہ العزیز کوشش کرونگا۔ اور میری غرض اس سے صرف اتنی ہے کہ قرآن کریم کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا لطف بخیر ناظرین اٹھانے کر میں جو اخرجت الارض اثقالہا کے جامع الفاظ میں کیگئی ہے۔ اور جو میرے سید و مولیٰ آقا و مقتدا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ ایڈیٹر

**ایک** آلہ نکلا ہے جس کا نام ہیلیو ہے ایک اور ایجاد کیا ہے جس سے سمندر کی تہ کی چیزیں صاف نظر آجاتی ہے اگرچہ سمندر کتنا ہی گہرا کیوں نہو۔ غالباً اس زمانہ تمدن میں یہ نئی ایجاد بہت ہی مفید اور اہم ثابت ہوگی صدہا جہاز سمندر میں ڈوبے پڑے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں اب وہ سب دیکھے جاوینگے اور سمندر میں جو اور بھی ذخائر اور خزائن ہیں وہ بھی معلوم ہو سکینگے اور سب سے بڑا فایدہ یہ ہوگا کہ اخرجت الارض اثقالہا کی پیشگوئی پورا ہونے پر ایک خاص رنگ چڑھ جائیگا اور قرآن کریم کی صداقت کا سکہ بیٹھیگا۔ اسی موجد نے ایک اور آلہ نکالا ہے جس کے ذریعہ سمندر میں ڈوبی ہوئی چیزیں بآسانی نکل آتی ہیں۔

**اشٹفین** نامی لنڈن کے ایک نامی ڈاکٹر نے جو آنکھ کے علاج میں ید طولیٰ رکھتا ہے عدسہ لگانے کے یا بڑھانے کا علاج نکالکر دنیا کو عدسہ دار عینکوں کے استعمال سے بالکل مستغنی کر دیا ہے اور علاج بھی ایسا کہ مریض کو بالکل تکلیف نہیں ہوتی اور چند ہی روز کے علاج میں آنکھ کیبد سے بڑا جاتی ہے۔ یہ ڈاکٹر دوا وغیرہ سے مطلق کام نہیں لیتا۔ بلکہ اپنے ہاتھ سے آنکھ کو ذرا ادھر ادھر دبا دیتا ہے۔ اسوقت تک وہ بہت سے آدمیوں کی آنکھیں درست کر چکا ہے۔

**تحقیقات** جدیدہ سے ثابت ہوا ہے کہ اگر گہری کہر میں بجلی پہونچائی جاوے تو سب منتشر ہو کر ابر یا بارہ برف بن جاتا ہے اور یہی اثر برقی قوت دھوئیں اور بخارات میں بھی کرتی ہے یعنے تمام دہوان یا بخارات برقی تار پر آکر جم جاتے ہیں۔ محقق کا یہی دعویٰ ہے کہ برقی قوت کے ذریعہ سے موسم کو بھی بدلا سکتا ہے یعنے اگر مطلع صاف ہو تو ابر پیدا ہو کر برس سکتا ہے۔ اگر مینہ برس رہا ہو یا ابر ہو رہا ہو تو وہ کھل سکتا ہے۔ (الحکم۔ اور دجال کے سر سینگ ہونگے)

## اسلامی دنیا

افریقہ میں جہاں جہاں جرمن کی نو آبادیاں ہیں انہیں جرمنی تعلیم اور نصرانیت اختیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے اور چونکہ عرب باوجود اپنی جہالت کے اسلام اور احکام مذہبی کے سخت پابند ہیں اسلئے ان کے مقابلہ میں اصلی باشندہ وحشیوں کی حمایت کر کے نزاع و فساد کا ہنگامہ گرم کیا جاتا ہے تا کہ مسلمان کمزور ہوں اور پھر انہیں جبراً عیسائی بنایا جاوے۔ جرمنی کا باوجود دعاوے آزادی یہ سخت پالیسی اختیار کرنا نہایت ہی قابل شرم امر ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ جرمنی اس مذہب کو جبر تسلیم کرانا چاہتا ہے جسمیں ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا پھیر دینے کا حکم ہے۔ اور اسطرح اپنی عملی مخالفت کے بھرے نمونے کو پیش کر کے لوگوں کے ایمان چھینتا ہے ایک مدعی تہذیب سلطنت کی اس پولیسی پر جسقدر اظہار ناپسندیدگی کیا جاوے وہ تھوڑا ہے۔

اے مسلمانان ہند! کیا اب بھی تم سجدات شکر بجا نہ لاؤ گے کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ایسی سلطنت کے ماتحت رکھا ہے جو باوجود عیسائی ہونیکے تمہیں تمہارے مذہبی فرائض میں پوری آزادی عطا کرتی ہے اور کوئی جبر عیسائیت کے قبول کرنے کیلئے نہیں کیا جاتا۔ اے رحیم و کریم مولیٰ! اگر افریقہ کی نو آبادیوں کے مسلمانوں کا بعض ہونا تیرے ارادہ میں نہیں ہے تو گورنمنٹ انگلشیہ ہی کو ان کے نصیب سے تا کہ وہ تیرے نام کی تقدیس کر سکیں اور تیری توحید کی راہ میں روک کا پتھر نہ رہے۔ آمین۔

**مذہبی توہین** معزز ہمعصر وکیل نے گورنمنٹ اور سررشتہ تعلیم کے افسروں کی توجہ کو ایک ضروری مضمون کیطرف منعطف کرانا چاہا ہے جس کیلئے مسلمانوں کو اخبار مذکور کا نہایت مشکور ہونا چاہیے۔ اگرچہ میں امید کرتا ہوں کہ سررشتہ تعلیم پنجاب کا بلند خیال ڈائرکٹر ضرور اس سوال پر نظر کریگا تاہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ خاموش نہ رہیں۔

اخبار مذکور لکھتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے سررشتہ تعلیم کو سخت ہدایت ہے کہ کسی درسی کتاب میں کسی مذہب و ملت کے خلاف توہین یا ہتک آمیز الفاظ ہرگز نہ ہونے چاہئیں ہم خوش ہیں کہ اکثر کتب درسیہ میں اسبات کا لحاظ رکھا گیا ہے مگر ساتھ ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہسٹری آف جاگرفی میں جو انٹرنس کلاس میں پڑھائی جاتی ہے اس امر کو مد نظر نہیں رکھا گیا چنانچہ اس کے ششم اوڈیشن صفحہ ۲۳ سطر ۱۷ و ۱۸ میں لکھا ہے "دین محمدی کی بنا قرآن پر ہے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توریت و انجیل سے اخذ کر کے مرتب کیا تھا"۔ ہم نہیں سمجھ سکتے اس سے بڑھکر ایک برگزیدہ اور پاک مذہب کی کیا توہین ہو سکتی ہے اس کتاب میں اسلامی ممالک کے حالات لکھتے ہوئے نہایت مکروہ اور گندے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ہمیں حیرت ہے کہ گورنمنٹ کی تاکیدی ہدایت کے خلاف سررشتہ تعلیم نے کیوں ابتک اس نقص کی اصلاح نہیں کی اس کتاب کے بعض فقرات اور الفاظ مسلمانوں کا سخت دل دکھانیوالے اور بچوں میں مذہب اسلام کی حقیقت کے متعلق سخت بد دلی پھیلانے والے ہیں۔ اسلامی انجمنوں کو چاہیے کہ وہ اس معاملہ کے متعلق خصوصیت سے توجہ دلائیں اور سررشتہ تعلیم اور گورنمنٹ کے حضور اسکی اصلاح کیلئے کوشش کریں۔

**قدیمی نسخہ قرآن مجید** معزز ہمعصر زمیندار رقمطراز ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دستی قرآن شریف روس میں موجود ہے عنقریب وہاں اسکی پچاس نقلیں بذریعہ عکس شائع ہونیوالی ہیں۔ تمام سلاطین اسلام کو یہ نقلیں ہدیۃً روانہ ہونگی خصوصاً سلطان روم۔ شاہ فارس۔ امیر بخارا۔ خان خیوا۔ خدیو مصر۔ سلطان مراکو اور امیر افغانستان کو ایک ایک جلد بھیجی جاویگی صرف ۲۵ جلدیں قیمتاً فروخت ہونگی اور ہر ایک جلد کی قیمت پچاس پونڈ یعنے ساڑھے سات سو روپیہ ہوگی۔

## حضرت حکیم الامت کے بیٹے واسطے

شیخ عبدالحی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمّی بہ سلاسل الفضائل۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے۔ عمدہ کتاب ہے۔ اس کی قیمت مصنف نے چھ آنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہوگئے ہیں اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصل قیمت پر بھی معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اصل لاگت اس کی ۲ ہے پس ہمدی احباب ہر ایک شہر میں [illegible] کا بیان اسکی اصل قیمت پر خرید فرمائیں تو بہتر ہوگا کیونکہ یہ مسافر کی دستگیری ہے اور میرے نزدیک جناب کیلئے موجب اعانت کا ہے اور کتاب بھی غنیمت ہے۔

والسلام۔ نورالدین۔

# مقدمہ حضرت اقدس میں عدالت اپیل کا فیصلہ

ذیل میں عالیجناب سیشن جج صاحب بہادر کے انگریزی فیصلہ کا مصدقہ اردو ترجمہ شائع کرتا ہوں جو امید ہے نہایت خوشی اور خصوصیت سے پڑھا جاوے گا۔

یہہ خدا تعالٰے کا احسان اور انعام ہے جو احمدی قوم پر خصوصًا اور طالبان حق کیلئے عمومًا ہوا ہے۔ امید ہے کہ الحکم کے ناظرین اسکو غور اور فکر سے پڑھیں گے۔ ایڈیٹر۔

نقل ترجمہ چٹھہ انگریزی بہ اجلاس مسٹر اے ای ہری صاحب بہادر سیشن جج قسمت امرتسر مقام امرتسر واقعہ ۷- ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

نمبر مقدمہ اپیل فوجداری - تاریخ دایرہ اپیل فوجداری ۱۷۲ بابت ۱۹۰۴ء - ۵ ماہ نومبر ۱۹۰۴ء

تاریخ فیصلہ اپیل فوجداری
۷ ماہ جنوری ۱۹۰۵ء

مرزا غلام احمد قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم اپیلانٹ۔

بنام

سرکار قیصر ہند رسپانڈنٹ

اپیل معرفت خواجہ کمال الدین وکیل عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب بتاریخ ۵- ماہ نومبر ۱۹۰۴ء اپیل بہ ناراضی حکم لالہ آتمارام صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہ اختیارات مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مورخہ ۸ ماہ اکتوبر ۱۹۰۴ء دربارہ دیئے سزا ۵۰۰ روپیہ جرمانہ ورنہ چھ ماہ قید زیر دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند۔

بحاضری مسٹر بی صاحب ایڈوکیٹ و مسٹر کمال الدین وکیل از جانب اپیلانٹ و مولوی [illegible] پیش ہوا۔ سرکار کی طرف سے کوئی حاضر نہیں ہے

## فیصلہ عدالت

مجسٹریٹ صاحب نے واقعات مقدمہ بخوبی طور پر اپنے فیصلہ میں ظاہر کئے ہیں اور اون کو مکرر بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اونہوں نے مرزا غلام احمد ملزم پر اثبات جرم زیر دفعہ ۵۰۰ و حکیم فضل دین ملزم پر زیر دفعات ۵۰۱ و ۵۰۲ تعزیرات ہند قایم کیا ہے۔ اونہوں نے علیحدہ علیحدہ اپیل ۱۷۲ و ۱۷۵ داخل کی ہیں اور دونکا فیصلہ یکجا ہو سکتا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ کتاب مواہب الرحمان کے جن کا ملزم نمبر ۱ نے تصنیف کیا اور ملزم نمبر ۲ نے شائع کیا فی نفسہ مزیل حیثیت عرفی ہیں اور ہم اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ الفاظ لئیم اور بہتان اور کذاب جن کی بابت استغاثہ کیا گیا ہے برے معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اور اون سے بڑی بھاری اخلاقی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ہم یہہ خیال کرتے ہیں کہ ملزمان مستحق بریت کے تھے۔ ملزمان کا اہم عذر یہہ تھا کہ مستغیث ان ملامت آمیز الفاظ کا بوجہ مضمون مندرجہ سراج الاخبار مورخہ ۶ و ۱۳ اکتوبر کے مستحق تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے یہہ ثابت کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے کہ ہتک آمیز مضمون کا ان اخبارات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس بارہ میں ہم مجسٹریٹ صاحب کے نتیجہ کو تسلیم کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے۔ مستغیث نے بیان کیا ہے کہ اوس کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے۔ ملزمان کے پاس ایسی شہادت موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستغیث کی کوئی ایسی حیثیت نہیں ہے جس کا ازالہ ہوا۔ ہم کو اس شہادت کا رد کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ مجسٹریٹ صاحب نے کیا ہے کیونکہ بظاہر اوس سے جرم بہت خفیف ہو جاتا ہے خواہ ملزمان یہ ثابت نہ کر سکتے کہ اونہوں نے یہ کارروائی نیک نیتی سے کی یا کہ اتہام افادہ عام کے واسطے لگایا گیا تھا۔ ہم یہاں تک بھی کہنے کو تیار ہیں کہ اگر ملزمان کو اوس وقت جبکہ اونہوں نے اتہام لگایا اس ثبوت کا علم نہ بھی ہو تاکہ وہ اتہام صحیح تھا اور بعد ازاں اون کو اس کا علم ہوا ہو تو بھی وہ اپنے جرم کو خفیف بنانے کے واسطے اوس ثبوت کو پیش کرنے کے مجاز تھے۔ مقدمہ ہذا میں ہم نہیں کہہ سکتے کہ سراج الاخبار کے مضمون کا ملزمان کی کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کتاب مذکور کے صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر کسی جگہ کوئی ایما نہیں ہے کہ مستغیث بدیں وجہ دروغگو اور بہتان باندھنے والا اور کمینہ شخص ہے کہ اس نے فوجداری استغاثہ کیا یا وہ کریگا بلکہ یہ مذکور ہے کہ ایک کمینہ شخص اور بہتان باندھنے والے شخص کے وجود کی بذریعہ الہام اطلاع ہوئی ہے اور کہ وہ چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر مستغیث محض نالش فوجداری کرنے کی وجہ سے کمینہ وغیرہ خیال کیا گیا ہوتا تو الفاظ غالبًا جھوٹے استغاثہ کرنے والا اپنی قسم کو توڑنے والا یا جھوٹے گواہان پیش کرنے والا کی ہر ایک کو توقع ہو سکتی تھی اور جو صرف متعلق جوڈیشل کارروائی کے سمجھے جا سکتے۔ بے شک اگر ملزمان نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوتے تو اون کی طرف سے اپنے طریق عمل کے جواز کے لئے دیگر اقسام کی اخلاقی لغزشوں کا پیش کرنا کافی نہ ہوتا مگر چونکہ صفحات ۱۲۹ و ۱۳۰ پر الفاظ محض عام معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں اسلئے ملزمان کا پورا پورا حق ہے کہ ان الفاظ کی تشریح کے لئے وہ مضمون سراج الاخبار کیطرف توجہ دلائیں اس میں کچھ شک نہیں کہ فوجداری نالش ہونے کی وجہ سے ملزمان کو اپنا دبا ہوا غصہ مستغیث پر نکالنے کا موقع ملا۔ تاہم یہہ ضروری نہیں ہے کہ ملامت آمیز الفاظ آرٹیکلوں کے باقاعدہ جواب میں استعمال کئے جانے چاہئے تھے بلکہ یہی کافی ہے اگر عدالت میں گھسیٹے جانے پر ہر دو ملزمان کو اپنا غصہ نکالنے کے وقت پر اپنے حریف کو ہتک آمیز الفاظ سے جو کہ استعمال کئے گئے ہیں نامزد کرنے کی کافی وجہ تھی۔ ہماری دانست میں اس پر یقین کرنا ناممکن تھا کہ ملزم نمبر ۱ کو مستغیث کا عمل جو کہ سخت رد و بدل سے ظاہر ہوا مد نظر نہ تھا۔

خطوط جو تین ماہ یا کچھ عرصہ میں شائع کئے گئے جن سے مرزا کے دعاوی کا مضحکہ اوڑایا گیا ایک نہایت ہی رنج دہ اور شدید حملہ تھے جو کبھی مستغیث کی طرف سے پہلے نہیں ہوا تھا اور چونکہ آرٹیکلوں کی تردید نہیں کی گئی ہے اور وہ مستغیث کے نام پر تھے اس لئے عوام الناس اور ہر دو ملزمان نے طبعًا مستغیث کے آرٹیکل خیال کئے۔

پس ہم مجسٹریٹ صاحب سے بالکل اختلاف کرتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ ہر دو ملزمان ان الفاظ کے جواز ثابت کرنے کے لئے جو اون کی کتاب کے صفحات نمبر ۱۲۹ و نمبر ۱۳۰ پر استعمال کئے گئے ہیں ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء کے آرٹیکلوں کے حوالہ دینے کے سزاوار مستحق ہیں۔ آرٹیکلوں کی بابت یہہ کہہ دینا کافی ہے کہ اون سے ایک دانستہ منصوبہ چالبازی اور خلاف بیانی اور جعل سازی کا ظاہر ہوتا ہے جن پر بے حیائی سے ایک عام اخبار کی سطروں میں دنیا کے سامنے فخر کیا گیا ہے۔ ہم خیال نہیں کرتے ہیں کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ عدالتوں سے کسی مدد حاصل کرنے کا مستحق ہے اگر اون اشخاص نے جن کا ان خطوط سے مضحکہ اوڑایا گیا رنج اور غصہ میں الفاظ لئیم (کمینہ) یا بہتان یا کذاب (بڑا دروغگو) استعمال کئے ہیں۔ ہم اسبات کے سمجھنے سے قاصر ہیں کہ کس طرح صاحب مجسٹریٹ نے یہہ قرار دینے کے بعد کہ مستغیث نے ہی یہہ آرٹیکل لکھے اور فی الواقع اسی بنا پر اوس پر ایک اور مقدمہ میں اثبات جرم قایم کیا آرٹیکلوں کی طرز تحریر پر غور نہیں کی جن سے بہت اوچھے درجہ کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ خواہ ملزمان اوس وقت باقاعدہ طور پر آرٹیکلوں کا جواب دے رہے تھے یا نہ دے رہے تھے تاہم حیثیت مستغیث کا موازنہ کرنے میں آرٹیکلوں کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے اور ہمارے خیال میں ہتک آمیز الفاظ کا استعمال یہاں تک درست تھا کہ ہم مستغیث کی مدد نہ کرتے اگر الفاظ مذکور کسی قدر اوس سے بڑھ کر بھی ہوتے۔ جبکہ بقول صاحب مجسٹریٹ فریقین ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے تو اوس صورت میں الفاظ کی باریک کمی بیشی کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرا امر یہہ ہے کہ کیا مستغیث نے آرٹیکل لکھے۔ مجسٹریٹ صاحب نے قرار دیا ہے کہ اوسی نے لکھے تھے مستغیث پر اثبات جرم آرٹیکل لکھنے کی بنا پر قایم کیا گیا ہے اور اوس نے ابتک اثبات جرم کی تنسیخ کے لئے (جس کو قریبًا ۳ ماہ گذر چکے ہیں) کوئی کارروائی نہیں کی۔

آرٹیکلوں پر ملزم کا نام بطور نویسندہ درج ہے اوس نے تسلیم کیا ہے کہ میں اکثر اوقات سراج الاخبار میں نامہ نگاری کرتا رہا ہوں۔ آرٹیکل اڈیٹر نے شائع کئے تھے اور اوس نے اون کو مستغیث کے آرٹیکل باور کیا تھا۔ مستغیث نے اون کی تردید کے بارہ میں یا اون کے نویسندہ ہونے سے انکار کرنے کی بابت کبھی کوئی تحریر اخبار میں نہیں بھیجی۔ اندرونی شہادت سے دلالت ہوتی ہے کہ سوائے مستغیث کے کسی اور نے ان آرٹیکلوں کو تحریر نہیں کیا۔ بے شک مرزا کا کوئی مرید ایسا کام نہیں کر سکتا۔ نویسندہ اپنی چالاکی پر نہایت خوش معلوم ہوتا ہے اور غالبًا اس کارروائی کی عزت کسی اور کو دینا پسند نہیں کرتا۔ مستغیث نے اس تحریر کو جو اوس کی بیان کی جاتی ہے شناخت کرنے میں اس قدر تامل طول کیا ہے کہ ہم اوس پر کوئی اعتبار نہیں رکھہ سکتے۔ ۱۹۰۵ جولائی ۱۹۰۳ء کو اوسے چند دلیل کے رو برو یقینًا بیان نہیں کر سکا کہ آیا آرٹیکل مورخہ ۶- اکتوبر ۱۹۰۳ء اوس نے لکھا تھا اور دیگر دستاویزات کی بابت بھی بیان کیا۔ سوالات جرح میں اوس نے ۱۳- نومبر ۱۹۰۳ء کو تسلیم کیا تھا کہ شخص دین نے اوس سے نقلیں لی تھیں اور اوس نے اوس کے کہنے کی تعمیل کردی تھی اور وہ اوس کے قبضہ میں ہیں۔ فی الحقیقت اس امر پر شک کرنا قریبًا ناممکن ہے کہ واقعات مندرجہ آرٹیکل مورخہ ۶ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء سے مستغیث کا تعلق ظاہر ہوا ہے۔ اسواسطے پہلا اتفاق دیگر [illegible]

... رائے سے یہ ہے کہ مستغیث پی و ۳ ۔ و ۱۳ اور ... مستغاثہ کے آرٹیکلوں مندرجہ سراج الاخبار ... وہ ہے ۔ ہمارے خیال مین آخیر پر ... مین کچھ شک نہین ہو سکتا کہ یہ قرار دیا ... کہ ملزمان نے نیک نیتی سے کارروائی کی ۔

مرزا کے مذہبی دعاوی کا سوال ایک پبلک دلچسپی کا سوال تھا ۔ ہر ایک شخص کو مرزا کی حیثیت کا اندازہ مرزا کے اپنے خیال کے مطابق لگانا چاہئے ۔ بے شک وہ اپنے آپ کو ایک طرح سے ملہم باور کرتا ہے اور اپنے مریدوں اور عوام الناس کے واسطے وہ اون الہامات کی تردید کرنا جو خود اوس کے اور اوس کی مذہبی حیثیت اور اعتقادات کے برخلاف لگائے جاوین اپنا فرض سمجھتا ہو اگر کسی شخص کو ایسے مذہبی مباحثون مین بہت کم دلچسپی ہو تو بھی ہر ایک کو خیال کرنا چاہئے کہ اون اشخاص کے لئے جو اون اصولوں کے پیرو ہین وہ بہت وقعت رکھتے ہین ۔ ہم قرار دیتے ہین کہ ملزم نمبر ۱ جہان تک اس معاملہ کا اوس کی ذات سے تعلق تہا اوس کے جواب مین اس امر کا بالکل مستحق تہا کہ وہ مستغیث پر ایسا اتہام لگاتا جس کو ہم فی الواقع راست قرار دیتے ہین اور جو کہ مستغیث کے خود اپنے عمل سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے ۔ تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکین کہ مستغیث کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونی چاہئے اگر ملزم مستغیث کے سراج الاخبار کے مضامین کو تسلیم کر لیتا تو اوس کی مذہبی حیثیت خطرہ مین پڑ جاتی اور اگرچہ جہلم مین مقدمات قانونی ہونے کے سوقعہ پر مستغیث پر حملہ کرنے کی نسبت کوئی اور بہتر اور زیادہ تر معقول طریق مضامین کی تردید کرنے کا ملزم کر سکتا تہا مگر پہر بھی ملزم کسی خاص طریقہ یا وقت یا جگہ کا پابند نہین کیا جا سکتا ۔ اور بیشک وہ علانیہ بمقام جہلم حملہ کرنے مین جس جگہ کھلے طور پر اوس کا مطلب اوٹھایا گیا تہا درستی پر ... تہا یہ دیکھ کر کس طرح سے عدالتہائے ... نے بالاتفاق قرار دیا ہے کہ مستغیث نے ہی وہ آرٹیکل لکھے تھے ۔ یہ امر قطعی نہیں ہے کہ فی الحقیقت ملزمان کو اس معاملہ کی بابت علم نہ ہوا ہو خواہ کیسی ہی تہوڑے عرصہ کے واسطے کوئی شک اون کے دل مین پیدا بھی ہوا ہو ۔

پس ہم قرار دیتے ہین کہ ملزمان کی حفاظت استثناء نمبر ۱ اور نیز استثناء نمبر ۲ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند سے ہوتی ہے ۔ بہت ہی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ مین جو کارروائی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی خارج کیا جانا چاہئے تہا اس قدر وقت ضائع کیا گیا ہے لہذا ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین بری کئے جاتے ہین ۔ اون کا جرمانہ واپس دیا جاوے گا ۔ المرقوم ۷ ۔ جنوری ۱۹۰۵ء

دستخط اے ۔ ای ۔ ہری صاحب بہادر سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی

ترجمہ صحیح ہے

دستخط دیوان چند مترجم محکمہ صاحب سیشن جج امرتسر بہ حروف انگریزی ۔

## نماز کی حقیقت

گذشتہ چند اشاعتون مین مندرجہ بالا عنوان کتاب کا اشتہار دے رہا ہوں اور آج میں بڑی خوشی کے ساتھ ظاہر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس کتاب کے متعلق قوم مین غیر معمولی تحریک پیدا کی ہے اور اوسکی ضرورت اور بہتری کے متعلق عجیب عجیب خطوط آ رہے ہین مین ضروری نہیں سمجھتا کہ ان سب خطوط کو درج کرون ان خطوط میں تین سے لیکر دس دس جلد تک درخواستین آئی ہیں ۔ جس سے مجھے اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ یہ کتاب انشاءاللہ العزیز دو ہزار ہی طبع ہوگی ۔ بعض احباب نے کتاب مذکورہ کے متعلق مفید مشورے بھی دئے ہین جو کتاب کی تکمیل اور جامعیت کیلئے ضروری ہین ۔ اور جہانتک مجھ سے ہو سکے گا اور تقاضاء وقت ہوگا مین اون پر کاربند ہونے کی سعی کرونگا انشاءاللہ العزیز ۔ خوشی جو مجھے ان خطوط کو پڑھ کر ہوتی ہے اوسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ اس مین ستر دس جلد ونکی درخواستین تہین اور نہ اوسکی یہ وجہ ہے کہ قوم کے اکثر افراد نے میری اس محنت اور سعی کو قدر کی نگاہ سے دیکہا ہے بلکہ میری خوشی کا اصل باعث یہ ہے کہ اس کتاب کے متعلق خریداری کی درخواستون کا آنا اور قوم میں تحریک کا پایا جانا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ رسول کی قوت قدسی اپنا کام نہیں کامیاب ہو رہی ہے اگر قوم میں تزکیہ نفس اور عبادت کیلئے جوش نہ ہوتا تو ایسی کتاب کیلئے پر جوش دل کیساتھ ہاتھ نہ بڑہاتی ۔ عبادت کا شوق پیدا ہونا ہی خدا تعالیٰ کے مامور کی مہدویت کا ثبوت ہے ۔ بس میری خوشی بھی اس امر سے جو خوشی کا موجب ہوا ہے ۔ ورنہ خریداری تو دنیا میں بیہودہ سے بیہودہ کتابون کی بھی ہو رہی ہے مین ابھی بہت کچھ اس کتاب کے متعلق لکہنا نہیں چاہتا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر امید ہے

کہ یہ کتاب اپنے رنگ اور طرز کی پہلی کتاب ہوگی ۔ مین نے یہہ بھی ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کے ضمیمہ میں آجکل کے تعلیم یافتہ اور نیچرل خیال مہذب پارٹی کے ان اعتراضون پر بھی نظر کرون جو وہ نماز کے اوقات اور اسکے اپنی زبان مین پڑہنے وغیرہ کے متعلق کرتے ہین مگر یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے قیمت کے متعلق میں سردست کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہ کتاب کے حجم پر موقوف ہے ۔

تازہ الہام ۔ جو ۱۹ ۔ جنوری ۱۹۰۵ء کو ظہر کے وقت سنایا ایک چونکا دینے والی خبر

## قوم مین مذہبی مذاق پیدا کرنیکی سعی کیلئے کر رہا ہون

مین اپنی جگہ سمجھتا ہون کہ قوم مین مذہبی اور دینی مذاق پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ایسی تالیفات کی عام اشاعت ہو جو قوم میں پاک تحریک اور مفید و اصلاح بخش جوش پیدا کر سکین ۔ یہی نسخہ قوم کی بہتری اور بہلائی کے لئے نفع رسان سمجھا جاتا ہے قرآن کریم سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ قوم کی اصلاح کا نہین اور اوس کا مذاق مختلف پیرایون میں پیدا کرنے کی سعی کرنا ہر ایک شخص کا فرض ہونا چاہئے جو کچھ بھی درد دل میں رکھتا ہو ۔ یہ سچ ہے کہ ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ اس میدان مین نکلے اور میرے جیسا محدود العلم انسان تو اور بھی معذور ہے ۔ لیکن میں ہمیشہ یہ سمجھ کر ایسے کامون میں ہاتھ ڈالدیا کرتا ہون کہ اور نہیں تو دوسرون کی تحریک ہی کا باعث ہو جائیگا اور کچھ نہ کچھ فائدہ قوم کو پہونچ رہیگا ۔ اسی بنا پر مین اپنے بعض دوسرے مددگارون کے ساتھ ملکر دو اور کتابیں تیار کر رہا ہوں ۔

انہیں سے پہلی کتاب السیرۃ الصدیق ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانعمری جو ایک عربی کتاب کا ترجمہ ہے ۔ اس کتاب کا ترجمہ تمام و کمال ہو چکا ہے میں اب اسپر نوٹ لکھ رہا ہوں اسکے بعد وہ پریس میں چھپنے کو دی جاویگی ۔ مشاہیر اسلام اور صحابہ کرام کی پاک لائف ہمارے لئے ایک نمونہ اور سبق ہین اون کے پڑہنے سے دلمیں جوش اور پاک تحریک پیدا ہوتی ہے ۔ اسلئے میں نے اس سلسلہ کو پسند کیا ہے ۔

### دوسری کتاب

ایک عظیم الشان اور قابل قدر کتاب ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جسکا نام فوز الکبیر ہے یہ کتاب اصول تفسیر قرآن مجید مین لکھی گئی ہے اور بے نظیر کتاب ہے مسلمانوں نے جہاں قرآن کریم پر توجہ اور تدبر کرنا چھوڑ دیا ایسی کتابون کی بھی پرواہ نہ رہی میں نے اس کتاب کو اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے اور اوسپر ایسے مفید نوٹ لکھے ہیں جو حضرت حکیم الامۃ نے از بس پسند فرمائے ہیں اور فرمایا کہ

کہ میری دیرینہ آرزو پوری ہو گئی میں اس کتاب کے ذریعہ بہی قوم میں قرآن کریم پر تدبر کا مذاق پیدا کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ دونون کتابین چہپا نا تک میری ہمت اور طاقت میں ہے محنت سے تیار ہو رہی ہین ۔ ان کے علاوہ ازالۃ الوسواس ۔ حضرت فاضل امروہی کے قیام میرٹھ کے حالات کا مجموعہ علاوہ میرٹھ پر ایک کتاب قیمت ۴ ہر سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ سے ملیگی ریویو بعد مین کرونگا ۔ ایڈیٹر ۔

## دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپکے اہل بیت ابہی طرح خیریت ہین حضرت مسیح موعود خدا تعالیٰ کے اس جلیل القدر نشان پر ایک رسالہ لکہنے کا ارادہ فرما چکے ہین ۔

۲ ۔ بزرگان ملت بہی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچہے ہیں اور خدمت دین میں معروف ہیں ۔

۳ ۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ مکان جسکا ذکر کشتی نوح میں کیا گیا تہا اور جسکا نصف حصہ بعد تقسیم جائیداد حضرت اقدس کے قبضہ اور ملکیت میں تہا اب نصف حصہ باقی مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین متوفی کے متبنی مرزا گل محمد (جسکا سربراہ بہی مرزا نظام الدین ہی ہے) سے خرید لیا گیا ہے اور اب کل مکان حضرت اقدس کی ملکیت ہو گیا ہے جس میں عنقریب حضرت اقدس مہمان خانہ کی جائز ضرورتون کے متعلق تعمیر کا کام شروع کرانیوالے ہین جو احمدی احباب کی توجہ چاہتا ہے ۔

۴ ۔ امتحان میں جانیوالے طالب علمون کی اقامت کے متعلق قریباً انتظام ہو گیا ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر سید زر سے معلوم ہوتا ہے ۔ اس کار خیر میں حصہ لینے والون کے لئے خدا تعالیٰ نے خود جزا ہے ۔ آمین

۵ ۔ ہفتہ زیر اشاعت مین بارش ہوگی ۔

## جدید تالیفات

۱ ۔ خطبات کریمیہ حصہ اول ۔ جو بارہ خطبون پر مشتمل ہے چہپکر شایع ہو گیا اور باستثنائے اون احباب کے جنہوں نے اطلاع دیدی تہی کہ انکے نام کوئی کتاب بدون تحریر نہ بہیجی جاوے دوسرے احباب کے قلم روانہ کر دیا ہے اور اب صرف ایک سو جلدین باقی ہیں ۔ قیمت ۴ ر فی جلد علاوہ محصول ۔

۲ ۔ محامد المسیح ۔ (حصہ اول) جس مین وہ تمام اردو اشعار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مین مخلص احباب نے لکھے ہیں جمع کر دئیے ہین نظم انکی خطر ناپسند ہے اسکی حسرت ... ۔ ۔ جلد بہ تیار ہو چکی تہیں اور صرف پچاس باقی ہیں ۔ آئندہ کے لئے جو احباب اپنا نام ایسی کتابون کیلئے مستقل خریدارون

# حکیم الامۃ کا وعظ سیالکوٹ میں

(۳۰ اکتوبر بعد نماز ظہر)
(الحکم کے لئے مفتی فضل الرحمن صاحب نے لکھا)

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ الآیۃ۔ الی۔ اخوانا۔

یہ ایک قرآن کریم کی آیۃ ہے۔ اس سے میری ایک غرض ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں لوگ مختلف خیالات کے پیدا کئے گئے ہیں کچھ تو ایسے ہیں کہ سننا جانتے اور سننا چاہتے۔ کچھ ایسے ہیں کہ بولنا ہی جانتے اور بولنا ہی چاہتے ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جنکو نہ بولنے کی خواہش ہے اور نہ سننے کی۔

پھر بولنے اور سننے والے بھی دو قسم کے ہیں۔ سننے والے دو قسم اس طرح ہیں کہ بعض تو بطور تماشہ یا دل لگی۔ یا بطور نکتہ گیری کے سنتے ہیں۔ اور بعض اس غرض سے سنتے ہیں کہ اگر کوئی حق وحکمت کی بات مل جاوے تو اوس سے فائدہ اٹھائیں۔

پہلے لوگ اگر معرفت کا ہزار نکتہ بھی سنیں تو اونہیں کچھ سروکار نہیں۔ پر اگر بولنے والے کے منہ سے ایک لفظ صرفی یا نحوی یا زباندانی کے لحاظ سے غلط نکل گیا ہے یا اوس کے مطلب میں اونہیں کچھ تامل نظر آتا ہے۔ تو وہ صرف اوس وعظ سے اتنا ہی نتیجہ لے جاتے کہ ان جی فلاں شخص کا وعظ بھی ہم نے سنا ہے۔ نتی غلطیاں بہت کرتا ہے۔ پس اون کے حصہ میں تو نکتہ چینی ہی اور بس ان لوگوں کی تمثیل مکھی کی مثال ہے کہ اوس کو کچھ تمیز نہیں کہ میں پاک مٹھاس پر بیٹھی ہوں یا سنڈاس پر۔ یا بعض ان میں ایسے ہوتے کہ کوئی لفظ اپنی اغراض کے مطابق ملجاتا ہے تو وہ دوسروں کے پیش کرتے کہ دیکھو فلاں شخص کا بھی یہی مذہب ہے جو ہمارا ہے۔

اور دوسرے لوگ وہ ہوتے ہیں جو غلطیوں اور ناموزوں الفاظ۔ کو بالکل نظر انداز کرتے اور اوس واعظ یا معزز کی تقریر سے اگر کوئی بے بہا موتی حق وحکمت کا مل جاتا ہے تو اوسے لیکر خوش ہوتے۔

پھر سنانیوالوں کی دو قسمیں یہہ ہیں۔ کہ بعض تو چند پیسوں کے لئے بولتے خواہ وہ انجمن کیواسطے یا مسجد کے لئے یا اپنی ذات کے واسطے خواہ عمدہ کام کے واسطے خواہ بدکام کے واسطے۔ یا سنانے والے ایسے ہوتے کہ طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اپنے اعلیٰ خیالات کا اظہار کرنا چاہتے خواہ تحریری طور پر خواہ تقریری طور پر۔ یا بعض اسکے عوض میں کچھ ماہانہ تنخواہ لیتے اور بعض ایسے ہوتے کہ وہ اپنے آپ کو مامور من اللہ یقین کرتے اور کہتے کہ ہم خدا کے جلائے سے بولتے ہیں۔

پس اب تم خود سوچ لو۔ کہ تم کس طرح کے سننے والے اور میں کسطرح کا سنانیوالا ہوں۔

میں نے تو دنیا کی کل کتابوں میں سے قرآن کریم اور بخاری شریف کو پسند کیا ہے۔ بخاری کے ابتدا میں یہہ بیان ہے کہ اسلام دنیا میں کس طرح آیا اور کیا لایا ہے۔ اسکے اغراض کیا تھے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی کسطرح ہوئی۔ اور آخری ترقی انسانی پر اوسکو ختم کیا۔ اور کتاب شروع کی ہے اسلام سے اور اوسکو ختم کیا ہے انسانی اعلےٰ ترقی پر۔ لیکن پہلا باب باندھکر پہلے ہی صفحہ پر اوس غرض کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اوس کتاب اسطرح شروع کیا ہے کہ کسطرح خدا کی وحی آخری نبی پر نازل ہوئی اسکے بعد اوسکو ضرور تھا کہ اسکے ذرائع بیان کرتا۔ مگر بات یوں شروع کی ہے کہ۔ انما الاعمال بالنیات وانما لامرء مانوی۔ یعنی ہر ایک اختیاری فعل۔ (عمل کہتے ہیں اوس فعل کو جسکو انسان اپنی استطاعت۔ اور مقدرۃ سے شروع کرتا پس لابد ہے کہ اوسکا کوئی ارادہ اور مقصد بھی ہو)۔ جب انسان ارادہ سے کرتا ہے تو ہر آدمی کو اوسکی نیت کا پھل مل جاتا ہے۔ جیسے ارادے اور غرض ہوتے ہیں ویسا ہی وہ پھل اٹھاتا ہے۔ پس میں نے غور کیا کہ جس کتاب کو میں اسقدر عظیم الشان سمجھتا ہوں اوسکا ہیڈنگ کچھ اور ہے۔ اور یہ بات کچھ اور۔ پس میں نے خیال کیا کہ اس شخص نے ہمیں ترغیب دی ہے کہ جب تم اس کتاب پر وقت خرچ کرنا چاہو تو سوچ لو کہ تمہارے اس سے ارادے کیا ہیں پس اون کی نیت ٹٹولنے کو یہ بات لکھدی۔ اب چونکہ مجھے وہ کتاب بہت عزیز ہے۔ اسلئے تم سے کہتا ہوں کہ تمہارا سننا کسی غرض سے ہو خواہ وہ غرض چھوٹی سے چھوٹی اور خواہ بڑی سے بڑی ہو۔ غرض کا لفظ چھوٹا ہے۔ ہر شئے کے کو بھی کہتے ہیں اور خدا کو بھی کہدیتے ہیں۔ پس یہ لفظ ایسا جامع ہے۔ غرض سننے والا اپنے وقت اور طاقت کو ضائع نکرے۔ یہاں کیسا ہجوم ہے اور ہجوم میں کیسی خلاف صحت ہوائیں چلتی ہیں۔ پس اسجگہ کھڑے ہو کر تم اپنا وقت ضائع نکرنا۔ بلکہ تمہاری اغراض نیک ہوں۔

سنانیوالے کے کیا اغراض ہیں۔ یہہ بتلانے کی مجھے ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ معاملہ میرے دل کا ہے یا میں خود جانتا ہوں۔ یا اس سے بڑھکر میرا مولا خوب سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ یعلم السر واخفیٰ۔ یعنی وہ موجودہ اغراض کو اور ان اغراض کا نتیجہ دو سال کے بعد کیا ہوگا۔ اوس نتیجہ کو بھی جانتا ہے۔ اسواسطے میں اپنی غرض کو بتلاؤں کہ میری اس بولنے سے کیا غرض ہے ضرورۃ نہیں۔ ...... اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ بہرحال تم لوگ اگر نیکی کی اغراض سے میری اس تقریر کو نہیں سنتے تو اپنے قیمتی وقت کو ایسی ہجوم اور ایسی متعفن ہوا میں بے فائدہ رائگاں نہ کرو۔

بہت ساری مخلوق ایسی ہوتی ہے کہ اونکے اغراض بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور صرف موجودہ وقت کے واسطے ہوتے ہیں۔ پر انسان کو علم و عقل اسلئے بخشا گیا ہے کہ اس کے اغراض بھی بہت بلند پروازی کرنیوالے ہوں۔ یہہ میں نے تمہاری خیرخواہی کی ہے۔ پس میری پہلی بات کو تم ... اور بڑی بات کو۔ کالائے بد بریش خاوند۔ یہیں چھوڑ دو۔ حق وحکمت کا کلمہ لینے سے دریغ کرو اور برائی کے کلمہ سے بہت بلند سے کام لیکر اعراض کرو۔

جو آیت میں نے پڑہی ہے۔ اوسکا مطلب یہ ہے کہ۔ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے۔ تقویٰ کیا ہے اور اسکا نتیجہ کیا ہے۔ اور اس کے پہلوؤں سے انسان کسطرح آگاہ ہو سکتا ہے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ خدا تمہیں تقوے کا حکم دیتا ہے کہ حق تقویٰ ادا کرو۔

تقویٰ کہتے ہیں اوس بات کو جس سے انسان دکھوں اور تکالیف سے بچ سکتا ہے عربی زبان میں اسکا نام تقویٰ رکھا ہے اب آیا کہ کسطرح انسان دکھوں اور مصیبتوں سے بچ سکتا ہے قرآن کریم نے اسکو کھول کر بیان فرمایا ہے۔ یہاں میں صرف اونمیں سے ایک ہی آیت کو لیتا ہوں۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ۔ الآیۃ۔ الی۔ اولئک ھم المتقون۔

یہاں اسلامی شریعت نے تقویٰ کے معنی بتلائے ہیں۔ تقویٰ کی جڑھ۔ شاخوں۔ اور اوسکی رگوں کا اظہار کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ سچے متقی کون ہوتے ہیں۔ میں نے اوسی بنا پر نظر آیت کے لفظ تقویٰ کی تفسیر کیواسطے یہہ دوسری آیت پڑہی ہے۔ لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں پہلے یہ بتاؤں کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے کبھی جی چاہتا کہ تمہیں پہلے یہ بتلاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب نتیجہ مدنظر ہوتا ہے تو انسان اوس کام کو شرح صدر سے کرتا ہے۔ پس پہلے مجھے بھی یہ پسند ہے کہ تمہیں بتاؤں کہ تقویٰ کے نتائج کیا ہیں۔ پس مختصراً بتلا دیتا ہوں۔

ایک مومن کی طبیعت چاہتی ہے کہ صرف اس لئے کہ ہمارے مالک رب العالمین کا حکم ہے ہم ماننے کو تیار ہیں ہمیں بتلا دو کہ تقویٰ کیا چیز ہے۔ مگر ایک اور شخص یہ سوال پیش کر سکتا ہے کہ ہم کسی کام کو کر نہیں سکتے جبتک ہمیں یہ علم نہ ہو کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ پس بہتر ہے کہ ہم پہلے نتائج کا ہی اظہار کریں۔

ہر ایک انسان کی فطرۃ میں یہ بات رکھدی گئی ہے کہ میں ایک طاقت عظیم یا عظیم کا محبوب بن جاؤں۔ جیسے یہہ خواہش موجود ہے۔ ایک بیمار۔ جو بہت طبیبوں کا علاج کرکے ... مفلس ہو گیا ہے۔ گھر والوں کو وہ بہت معلوم ہوتا ہے۔ پر جب وہ ہر طرف سے تھک کر کسی طرف آتا ہے۔ تو اخراجات کثیر کا زیر بار ہوکر آتا اور پھر میرے سامنے عذر رکھتا ہے۔ حالانکہ کیا اوسکو یقین ہے کہ اس سے مجھے شفا ہو گی۔ یا اسکی طبابت اکمل ہے۔ پھر بیماری بھی ... ہی کیا ہے۔ اسکا بہت سارا حصہ کمپنیوں۔ ڈاکٹروں۔ حجاموں۔ جراحوں کے سپرد ہو اور بہت تھوڑا حصہ ہمارے پاس ہے۔ پھر باوجود اس قلیل مقدار کے پھر وہ ہمارے ہاتھ سے زہر کھانیکو بھی تیار ہے۔ پس یہ وہی بات ہے کہ اپنے سے زیادہ عظیم کا متبع بننا چاہتا ہے۔

پھر انسان طاقتوروں کا بھی اپنا بننا چاہتا ہے۔ مثلاً حکام کا جیسے کوئی شخص کہدیتا کہ فلاں جج اکسٹرا یا فلاں حکیم یا فلاں ڈپٹی انسپکٹر۔ وغیرہ میرا اپنا ہے۔ یعنے میرا دوست ہے۔

پس جو لوگ مذہب کے پابند ہیں یعنی خدا کی ہستی کو مانتے ہیں (کیونکہ اسوقت میں خدا کی ہستی پر بحث کرنے کے واسطے کھڑا نہیں ہوا اور وہ اور قومیں جنکے سامنے ہمیں یہہ بحث